

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیون؟



WWW.IRCPK.COM



تالیف: ڈاکٹر مصطفیٰ مراد ترجمہ: سلیم اللہ زمان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیون



تالیف: ڈاکٹر مصطفیٰ مراد رحمہ اللہ، سلیم اللہ زمان



دارالاندلس
اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز
ہرلیک روڈ، چورجٹ لاہور

Ph: 7230549 Fax: 7242639 www.dar-ul-andlus.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟

تالیف

ڈاکٹر مصطفیٰ مراد

ترجمہ:

سلیم اللہ زمان

ناشر دارالاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4- لیک روڈ چوبرجی، لاہور

Ph: 042-7230549-7240940

Fax: 7242639

www.dar-ul-andlus.com

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟

- 9 عرض ناشر
- 11 مقدمہ

دوزخ میں عورتوں کی کثرت

- 17 عورتیں اکثر دوزخی
- 20 جہنم کی آگ تیار ہو چکی!
- 22 آگ کے عذاب کی ابتدا

آگ کے دروازے

- 41 آگ کے دروازے
- 41 پہلا دروازہ ”جہنم“
- 41 دوسرا دروازہ ”لظى نزعۃ للشوی“
- 42 تیسرا دروازہ ”سقر“
- 42 چوتھا دروازہ ”حطمة“
- 43 پانچواں دروازہ ”جحیم“
- 43 چھٹا دروازہ ”سعیر“
- 44 ساتواں دروازہ ”ہاویۃ“

اہل دوزخ کا لباس اور کھانا پینا

- 53 اہل دوزخ کا لباس
- 54 اہل دوزخ کا کھانا
- 59 اہل دوزخ کا مشروب
- 65 اہل دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا شخص
- 66 جہنمیوں کا کھانا ”غسلین“
- 67 جہنم کے مشروبات
- 71 ستر ہزار لگا میں اور باگیں
- 72 جہنم کے داروغے
- 74 آتش جہنم آتش دنیا سے ستر گنا تیز ہوگی
- 77 دوزخ کی زنجیریں

آگ کا ایندھن

- 81 آگ کا ایندھن
- 83 جہنم اور زیادہ کا مطالبہ کرے گی

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں کے درمیان عام ہیں

- 91 شرک
- 92 جادو
- 94 ترک نماز
- 101 زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا

- 103 زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا آتش قبر میں
- 105 مردوں سے مشابہت
- 107 بے پردگی
- 107 بے پردگی اور اس کے نقصانات
- 108 ① بے پردگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی
- 110 ② بے پردگی مہلک اور کبیرہ گناہ
- 111 ③ بے پردگی اہل دوزخ کی خصلت
- 113 ④ بے پردگی بے حیائی اور فحاشی
- 114 ⑤ بے پردگی خود رسوائی اور بدنامی
- 116 ⑥ بے پردگی ابلیس کی سنت
- 119 ⑦ بے پردگی یہود و نصاریٰ کا طریقہ
- 123 ⑧ بے پردگی ضعف امت کا ایک سبب
- 125 ⑨ بے پردگی جہالت
- 127 ⑩ بے پردگی حیوانیت، پسماندگی اور انحطاط
- 129 ⑪ بے پردگی کھلم کھلا برائی کا دروازہ
- 129 بے پردگی کے چند خطرناک اور بھیا تک نتائج
- 132 جوڑا اور وگ لگانا
- 133 چغلی کھانا
- 138 چغل خوری اور قتل
- 139 چغلی پر تجھے کیا کرنا چاہیے؟
- 140 نافرمانی اور خاوند سے جھگڑنا

- 143 کثرت کلام
- 144 چہرہ پیشنا اور نوحہ خوانی کرنا
- 146 غیبت
- 148 لواطتِ صغریٰ
- 148 حائضہ سے مجامعت
- 149 باہمی چپقلش اور مسلمان خواتین سے ترک تعلق
- 150 مسلمان خاتون کو کافرہ کہنا
- 151 ہمسائی کو اذیت پہنچانا
- 152 حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والی عورت
- 153 بیوی کو خاوند کے خلاف اکسانا
- 153 بیوی کا ازدواجی تعلقات کے اسرار لوگوں کو بتانا
- 154 عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں اور مردوں کے مابین مشترک ہیں

- 155 ① کبائر
- 158 ② صفائر
- 160 آخر میں چند اصلاحی اشعار



عرض ناشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ . آمَّا بَعْدُ !

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اقْنُتُوا أَنْفُسَكُمْ وَاهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: ۶)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔“

جہنم اللہ تعالیٰ کے سخت ترین عذاب کی جگہ ہے، دنیا کی پر تعیش زندگی میں اس کے شدت عذاب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”جہنم میں جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا اس کے پاؤں میں آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھولے گا۔“

(مسلم: ۲۱۳)

آپ ﷺ کے فرامین کے مطابق جہنم میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی کیونکہ عورتیں دین و عقل میں نقص کی وجہ سے بہت جلد شیطان کے شکنجے میں پھنس جاتی ہیں اور شیطانی گروہ کا انجام جہنم کی آگ ہی ہے۔

زیر نظر کتاب ”جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟“ اصل میں مصر کے ممتاز عالم او

جامعہ ازہر کے استاذ الشیخ ڈاکٹر مصطفیٰ مراد کی کتاب ”نساء أهل النار“ کا ترجمہ ہے جسے ہمارے دوست اور رفیق الشیخ سلیم اللہ زمان نے اردو قالب میں ڈھالا ہے، جبکہ ابو عمر اشتیاق اصغر اور حافظ یوسف سراج نے کتاب کی تہذیب و تسہیل کی ہے۔ احادیث کی تخریج نامکمل تھی جسے بھائی ابو عمر اشتیاق اصغر اور بھائی ابو بکر ظہیر نے مکمل کیا۔

اسلوب تحریر نہایت سادہ اور رواں ہے۔ اس میں ایسے تمام امور کا احاطہ کیا گیا ہے جن کے نتیجہ میں عورتیں اپنی روزمرہ عملی کوتاہیوں کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنیں گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے ہر مسلم خاتون پڑھے اور ایمان و تقویٰ کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرے تاکہ سلامتی اور ایمان والی موت نصیب ہو سکے اور جہنم سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی جنت کا حصول ممکن ہو۔ (آمین!)

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ”دارالاندلس“

۱۷ رجب ۱۴۲۶ھ

بمطابق ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء



مقدمہ

«الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْأَرْبَابِ وَ مُسَبِّبِ الْأَسْبَابِ، غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ، شَدِيدِ الْعِقَابِ، لَهُ الْقُوَّةُ جَمِيعًا وَهُوَ شَدِيدُ الْعَذَابِ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، الْمَحْرُومُ مِنْ عَصَاهُ، وَالْخَاسِرُ مَنْ سَلَكَ غَيْرَ طَرِيقِهِ، الدَّلِيلُ مَنْ خَضَعَ لِغَيْرِهِ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَ رَسُولُهُ، وَ صَفِيَّةٌ مِنْ خَلْقِهِ وَ حَبِيبَتُهُ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلِّمْ تَسْلِيمًا كَبِيرًا وَ كَثِيرًا وَ طَوِيلًا»

”تمام حمد و ستائش اس اللہ کے لیے ہے جو تمام پالتہاروں کا پروردگار ہے اور سبھی اسباب کو وجود بخشنے والا ہے، جو گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول فرمانے والا اور سخت عذاب والا ہے، تمام قوتیں اور جمیع طاقتیں اسی کے پاس ہیں اور وہ سخت سزائیں دینے والا ہے۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ محروم القسمت ہے اور جو اس کے راستے سے ہٹ کر کسی دوسرے کے راستے پر چلے گا وہ ناکام و نامراد ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور کا پابند احکام ہوگا وہ ذلیل و رسوا ہے اور میں اس امر کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے بندے، اس کے رسول،

ساری خلقت میں سے اس کے برگزیدہ اور اس کے انتہائی محبوب ہیں، اے اللہ! تو آپ، آپ کے اہل بیت اور آپ کے مخلص اصحاب پر درود بھیج اور بہت زیادہ، کثیر تعداد میں اور مدت مدید تک سلامتی کا نزول فرما۔“

بلاشبہ دنیا نے موزے پہننے کا اعلان کر دیا ہے اور اس نے جوتے پہن کر واپسی کا رخ کر لیا ہے اور اس کا فقط اتنا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا کسی برتن میں بچا کھچا پانی ہو اور جسے برتن والا ہمت اور کوشش سے نکال رہا ہو، یقیناً تم سبھی اس دنیا سے ایسے گھر کی جانب منتقل ہو رہے ہو جس کو کبھی زوال اور فنا نہیں ہوگا۔

لہذا اپنی جمع پونجی کے ساتھ خیریت و عافیت سے اس کی طرف منتقل ہو جاؤ، کیونکہ ہمارے لیے یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ ایک پتھر کو گوشہ جہنم سے نیچے لڑھکایا جاتا ہے تو وہ ستر برس تک اس کی گہرائی کی جانب گرتا جاتا ہے اور وہ اس کی تہ اور پیندے تک نہیں پہنچ پاتا، اللہ کی قسم! اس دوزخ کو ضرور ضرور بھرا جائے گا..... جنوں اور انسانوں سے۔

کعب نے فرمایا ہے: اگر آتش دوزخ کے لیے اقصائے مشرق میں تیل کے تنھنے کے برابر ایک سوراخ کر دیا جائے اور کوئی آدمی انتہائے مغرب میں ہو تو اس کی شدت حرارت سے اس کا دماغ پکھل کر بہنے لگے گا اور بلاشبہ جہنم ایک لمبا سانس باہر نکالے گا تو نہ کوئی ملک مقرب باقی بچے گا اور نہ کوئی نبی مرسل ہی باقی بچے گا مگر سبھی اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور ”نَفْسِيْ نَفْسِيْ“ (میری جان کی خیر، میری جان بچ جائے) کی دہائی پڑ جائے گی۔ اور ہمارے لیے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ باوجود یہ کہ اہل دوزخ مبتلائے عذاب ہوں گے، ان پر بھوک ڈال دی جائے گی، تب وہ فریادیں کرنے لگیں گے، چنانچہ ان کی کانٹے دار درخت کے کھانے کے ساتھ فریادیں پوری کی جائیں گی، جو نہ بدن کو بڑھائے گا اور نہ بھوک ہی مٹائے گا، وہ فریادیں کریں گے تو ان کی فریادیں حلق میں پھنس جانے والے کھانے سے کی جائے گی۔ تب وہ یاد کریں گے کہ دنیا میں حلق میں پھنس جانے

والے لقمے وہ پانی کے ذریعے حلق سے اتار لیا کرتے تھے، تب وہ پانی کے لیے فریادیں کریں گے، چنانچہ ان کے لیے لوہے کی زنبوروں سے پکڑ کر گرم پانی کے برتنوں کو بلند کیا جائے گا تو جو نہی وہ ان کے چہروں کے قریب آئیں گے ان کے چہروں کو جھلسا دیں گے، چہروں کے چڑے بھن جائیں گے پھر جیسے ہی وہ پانی کو اپنے پیٹوں میں اتاریں گے تو وہ اندرونی اعضا کو کاٹا جائے گا پھر وہ کہیں گے: جہنم کے داروغوں کو پکارو! اور وہ یوں جواب دیں گے:

﴿أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾ [المومن: ۵۰]

”کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟ یہ کہیں گے: ہاں آئے تھے۔ وہ کہیں گے: پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔“

پھر وہ داروغہ جہنم سے کہیں گے:

﴿يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ [الزخرف: ۷۷]

”اے مالک! تیرا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔“

یعنی اس سے عرض کرو کہ وہ ہمیں اس سے نکال دے۔ تو وہ بایں الفاظ جواب دے گا:

﴿إِنَّكُمْ مُكْثَوْنَ﴾ [الزخرف: ۷۷]

”تمہیں تو ہمیشہ (یہیں) رہنا ہے۔“

کسی شاعر نے جہنم سے ڈراتے ہوئے کہا

أَلَا مُفْتَدٍ مِنْ نَارٍ حَرٍّ عَظِيمَةٍ
أَلَوْفٍ سِنِينَ تِلْكَ تُحْمَى وَ تُسْعَرُ

”کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اس زبردست حرارت والی آگ سے بچالے، جسے ہزاروں برس تک جلایا، سلگایا اور تپایا گیا ہے۔“

عَصَاةٌ وَ فُجَّارٌ وَ سَبْعٌ طَبَاقُهَا
وَ سَبْعِينَ عَامًا عُمْقُهَا قَدْ تَهَوَّرُوا

”نافرمان اور فاجر لوگ باوجود اس کے کہ اس آگ کے سات طبقے ہیں اور ستر برس کی اس کی گہرائی ہے، اس سے غفلت اور بے پروائی برت رہے ہیں۔“

وَ حَيَاتُهَا كَالْبُخْتِ فِيهَا عَقَارِبُ
بِغَالٍ وَ ضَرْبُ وَ الزَّبَانِيُّ يَنْهَرُ

”اس دوزخ کے سانپ بختی اونٹنیوں کی مثل ہوں گے، اس میں بچھو نچروں کے برابر ہوں گے، اوپر سے مار پڑے گی، مزید برآں زبانیہ فرشتے ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہوں گے۔“

غَلِيظٌ شَدِيدٌ فِي يَدَيْهِ مَقَامِعُ
إِذَا ضَرَبَ الصُّمُّ الْجِبَالَ تَكْسِرُ

”وہ فرشتے تند خو اور سخت جان ہوں گے، ان کے ہاتھوں میں لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے، اگر وہ سخت پہاڑ پر مارے جائیں تو ایک ہی ضرب سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔“

وَ مَطْعُمُهُمْ زُقُومُهَا وَ شَرَابُهُمْ
حَمِيمٌ بِهَا أَمْعَاؤُهُمْ مِنْهَا تَنْذَرُ

”ان کا کھانا دوزخ کا تلخ اور بدبودار درخت زقوم ہوگا اور ان کا پینا کھولتا ہوا پانی

ہوگا، جس کا تصور کرتے ہی ان کی انتڑیاں ڈرنے لگیں گی۔“

وَّ يُسْقَوْنَ أَيْضًا مِنْ صَدِيدٍ وَجِيفَةٍ
تَفْجَرُ مِنْ فَرْجِ الَّذِي كَانَ يُفْجَرُ

”اس کے ساتھ ساتھ انھیں پیپ اور مردار لاشوں کی آلودگی اور بدکاروں کی شرمگاہوں سے بہتے فاسد مواد بھی پلائے جائیں گے۔“

وَقَدْ شَابَ مِنْ يَوْمِ عُبُوسٍ شَبَابُهُمْ
لِهَوْلِ عَظِيمٍ لِلْحَلَاثِقِ يُسْكَرُ

”اس سخت ترین دن کے باعث ان کی جوانی بڑھاپے میں بدل جائے گی اور ساری خلقت پر ہولناک اور الم ناک کیفیات کے سبب نشہ کی سی کیفیت طاری ہوگی۔“

فَيَا عَجَبًا نَذَرِي بِنَارٍ وَ جَنَّةٍ
وَلَيْسَ لِذِي نَشْتَاقٍ أَوْ تِلْكَ نَحْذَرُ

”کتنے تعجب کی بات ہے کہ ہم آگ اور جنت دونوں ہی کو اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن نہ ہم اس جنت کے مشتاق ہیں اور نہ اس آگ ہی سے ڈرتے ہیں۔“

إِذَا لَمْ يَكُنْ خَوْفٌ وَ شَوْقٌ وَ لَا حَيَا
فَمَاذَا بَقِيَ فِينَا مِنَ الْخَيْرِ يُذَكَّرُ

”جب کسی طرح کا آگ کا کوئی خوف رہا اور نہ کوئی جنت جیسی اچھی چیز کا شوق ہی رہا اور نہ غلطیوں گناہوں سے کوئی حیا ہی رہی تو پھر ہم میں کوئی قابل ذکر خیر و بھلائی باقی نہ رہی۔“

یہ رسالہ اور کتابچہ آتش دوزخ کی یاد دلانے والا ہے، اس میں لے جانے والے اسباب کو کھول کر بیان کرنے والا ہے اور بالخصوص عورتوں کے حوالے سے آگ کی چابیوں کو وضاحت سے بیان کرنے والا ہے۔ میں نے اس کتابچے میں احادیث مبارکہ ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کے حاشیے میں ان کی تخریج بھی کر دی ہے۔ محترم کتاب خواں کی سہولت کا خیال رکھتے ہوئے آیات قرآنیہ کے حوالہ جات کو متن کتاب ہی میں بیان کر دیا ہے۔ اے اللہ! تو ہمیں عذاب دوزخ سے محفوظ فرما اور ہمیں نیکو کاروں کے ساتھ فوت فرما۔ (آمین! یا رب العالمین!)

ڈاکٹر مصطفیٰ مراد

رکن مجلس تدریس جامعۃ الازہر، مصر



دوزخ میں عورتوں کی کثرت

عورتیں اکثر دوزخی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

« اِطْلَعْتُ فِي الْحَنَةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَ اِطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ »^①

”میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا، وہاں میں نے کثیر تعداد میں فقرا کو دیکھا اور دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو وہاں میں نے عورتوں کو اکثریت میں دیکھا۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« اِطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، وَ اِطْلَعْتُ فِي الْحَنَةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ »^②

”میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس میں عورتیں اکثریت میں دیکھیں اور میں نے جنت میں جھانکا تو وہاں میں نے فقرا کو اکثریت میں دیکھا۔“

① احمد: ۲۳۴/۱۔ ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء أن أكثر أهل النار النساء: ۲۶۰۲۔

② احمد: ۲۹۷/۲۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْأَغْنِيَاءَ وَالنِّسَاءَ»^①

”میں نے جنت میں جھانکا تو اس کے باسیوں کی اکثریت کو فقرا دیکھا اور میں نے آتش جہنم میں جھانکا تو اس کے رہنے والوں کی کثیر تعداد کو مال دار لوگ اور عورتیں دیکھا۔“

آپ ہی سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَ أَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ»

”اے گروہ مستورات! صدقہ کیا کرو اور بکثرت استغفار کیا کرو، بلاشبہ میں نے اہل دوزخ کی کثیر تعداد تمہاری ہی دیکھی ہے۔“

ایک خاتون بولی: ”یا رسول اللہ! دوزخ میں ہماری کثیر تعداد کی کیا وجہ ہے؟“
آپ ﷺ نے فرمایا:

«تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَ دِينٍ أَغْلَبَ لِدَيْ لِبِ مِنْكُنَّ»

”تم کثرت سے لعنت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو، میں نے تم سے بڑھ کر عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود کسی عقلمند آدمی پر غالب آنے والا نہیں دیکھا۔“

خاتون بولی: ”اے اللہ کے رسول! عقل اور دین میں ناقص ہونے کا کیا مطلب ہے؟“
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ، وَتَمَكُّتُ اللَّيَالِي مَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ»^①

”عقل کا نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے، یہ عقل کا ناقص ہونا ہے اور چند ایام وہ نماز پڑھے بغیر اور رمضان کے روزے رکھے بغیر گزار دیتی ہیں تو یہ دین کا ناقص ہونا ہے۔“

امام مسلم رحمہ اللہ نے مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اس کی دو بیویاں تھیں۔ وہ ایک بیوی کے پاس سے آئے تو دوسری نے پوچھا: ”آپ فلاں کے پاس سے آئے ہیں؟“ انھوں نے کہا: ”میں عمران بن حصین (رحمہ اللہ) کے پاس سے آیا ہوں، انھوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے:

«إِنْ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ»^②
”بالیقین جنت کے باسیوں میں عورتیں کم ہوں گی۔“

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کی حدیث روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

”ہم حج یا عمرے کے دوران حضرت عمرو بن العاص رحمہ اللہ کے ہمراہ تھے، جو نبی ہم

① مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان نقصان الإیمان بنقص الطاعات..... الخ : ۷۹۔
بخاری، کتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم : ۳۰۴۔
② مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء..... الخ : ۲۷۳۸۔

”مَرَّ الظَّهْرَانُ“ مقام پر پہنچے تو وہاں ہمیں ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک خاتون ملی۔ عمارہ کہتے ہیں: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک گھائی میں داخل ہوئے، آپ کے پیچھے ہم بھی داخل ہو گئے۔ وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ہم اس جگہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ادھر ہمیں بہت زیادہ کوئے نظر آئے، ان میں کچھ سرخ چونچ اور پنچوں والے اَعْصَمَ کوئے^① بھی تھے، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مِثْلُ هَذَا الْغُرَابِ فِيهِ هَذِهِ الْغُرَبَانِ »^②
 ”عورتوں میں سے صرف اتنی سی تعداد جنت میں داخل ہوں گی جس قدر ان کوئوں میں اعصم کوئوں کی تعداد ہے۔“

تو یہ چند دلائل ہیں جو عورتوں کے قلیل تعداد میں جنتی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور ان کی کثیر تعداد کے دوزخی ہونے پر، اس ڈراوے سے بڑھ کر کون سا ڈراوا ہو سکتا ہے؟ اور اس تنبیہ سے زیادہ بڑی اور کون سی تنبیہ ہو سکتی ہے؟

عورتیں جنت میں کم تعداد میں ہوں گی جبکہ دوزخ میں زیادہ تعداد میں ہوں گی، یہ کس قدر حزن و خوف کی بات ہے اور اس سے کس قدر بچنے کی ضرورت ہے؟

جہنم کی آگ تیار ہو چکی!:

آگ تو اس انتظار میں ہے کہ کب اسے حکم ملے اور وہ نافرمانوں اور کافروں کی طرف

① اعصم کوئے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے بعض پر سفید ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عربوں کے اس مقولے کی طرح ہے: ”يَهْتَضُ الْأُنُوفُ“ یعنی سفید ناک والے اور یہ ہر قلیل الوجود چیز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

② احمد: ۲۰۵/۴۔

لپک پڑے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تو جبریل (علیہ السلام) کو جنت کی
 طرف بھیجا اور فرمایا:

« اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَ إِلَى مَا أَعَدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا »
 ”جا اسے دیکھ! اور ان چیزوں کو بھی دیکھ جنہیں میں نے اس میں رہنے والوں کے
 لیے تیار کیا ہے۔“

چنانچہ وہ گئے، انھوں نے جنت کو دیکھا اور اہل جنت کی خاطر اللہ تعالیٰ کی تیار
 کردہ نعمتوں کو بھی دیکھا اور پھر واپس آ کر یوں گویا ہوئے: ”باری تعالیٰ! تیری
 عزت کی قسم! اس کے متعلق جو کوئی بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔“
 تب جنت کو حکم دیا گیا اور اسے ناپسندیدہ اعمال سے گھیر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا: ”واپس جا! اسے دیکھ اور جو کچھ میں نے اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے
 اسے بھی دیکھ لے۔“ چنانچہ اس نے اسے دیکھا اور واپس آ کر یوں بولا:

« وَ عِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ »

”تیری عزت کی قسم! مجھے تو یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو
 پائے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے بتایا: ”پھر اللہ تعالیٰ نے اسے آتش دوزخ کی جانب بھیجا اور فرمایا:

« اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَ إِلَى مَا أَعَدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا »

”جا اسے دیکھ! اور ان چیزوں کو بھی دیکھ جو میں نے اس میں رہنے والوں کے لیے
 تیار کی ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ گئے اور دیکھا کہ اس کا بعض حصہ بعض کے اوپر چڑھا جا رہا ہے۔ وہ واپس آئے اور کہنے لگے:

« وَ عِزَّتِكَ وَ جَلَالِكَ لَا يَدْخُلُهَا أَحَدٌ سَمِعَ بِهَا »

”تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! جو بھی اس کے متعلق سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہوگا۔“

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا اور اسے شہوات اور خواہشات سے گھیر دیا گیا پھر فرمایا: ”جا اسے دیکھ۔“ چنانچہ وہ گئے، اسے دیکھ کر واپس آئے اور کہنے لگے: ”تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ اور خطرہ ہے کہ کوئی بھی اس سے نجات نہیں پائے گا بلکہ اس میں داخل ہو جائے گا۔“^①

آگ کے عذاب کی ابتدا:

کافر اور فاجر کی روح کو تو قفسِ غضبی سے نکلتے ہی آگ کا عذاب شروع ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ ”ملک الموت“ آکر کہتا ہے: ”اے خبیث روح! خبیث اور برے بدن سے باہر نکل! اللہ کے غضب اور غصے کی طرف نکل!“ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكْذِبِينَ الضَّالِّينَ ۖ فَنُزِّلُ مِنْ حَمِيمٍ ۝

وَتَصْلِيَةٌ جَاحِمٍ ﴾ [الواقعة: ۹۲-۹۴]

”لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں، گمراہوں میں سے ہے تو اس کے لیے کھولتے

① ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی خلق الجنة والنار: ۴۷۴۴۔ ترمذی، کتاب صفة الجنة، باب ما جاء حفت الجنة بالمکاره وحفت النار بالشہوات: ۲۵۵۹۔ نسائی، کتاب الایمان والندور، باب الحلف بعة الله تعالی: ۳۷۹۴۔

ہوئے گرم پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا ہے۔“

قبر ہی عذاب کی ابتدا اور عقاب کا مقدمہ ہوگی۔ حدیث اسراء و معراج میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”پھر میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے سر پتھروں سے پاش پاش کیے جا رہے تھے، جب وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے تو دوبارہ پہلی حالت پر آ جاتے، ان سے کوئی چیز بھی ست نہ پڑتی! (یعنی سر کے تمام اجزا پلٹ آتے اور وہ درست ہو جاتا)۔“ پھر میں نے جبریل سے پوچھا: ”اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟“ انھوں نے جواب دیا: ”یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جایا کرتے تھے (یعنی یہ نماز کو بارگراں سمجھا کرتے تھے)۔“

آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کی اگلی شرم گاہ پر چیتھڑے تھے اور پچھلی شرم گاہ پر چیتھڑے تھے۔ وہ جانوروں کے چرنے کی طرح کانٹے دار درختوں، بد بودار جھاڑیوں اور دوزخ کے گرم کیے گئے پتھروں اور سنگریزوں پر چر رہے تھے۔ میں نے سوال کیا: ”اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟“ انھوں نے جواب دیا: ”یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کے صدقات (زکوٰۃ) نہیں دیا کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنے والا ہے ہی نہیں۔“

پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے سامنے پکی ہوئی دیگوں کا گوشت بھی تھا اور دوسرا خراب متعفن گوشت بھی تھا، وہ خراب گوشت کھاتے جا رہے تھے اور کپکپے ہوئے خشبو دار تازہ گوشت کو چھوڑے ہوئے تھے، میں نے پوچھا: ”اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟“ انھوں نے کہا: ”یہ وہ آدمی ہے جس کے پاس حلال

پاکیزہ بیوی بھی ہوتی تھی لیکن وہ ناپاک عورت کے پاس چلا آتا اور وہ صبح ہونے تک اس کے پاس رات بسر کیا کرتا۔“

پھر میں راستے میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس آ گیا، اس کے پاس سے جو بھی چیز گزرتی وہ اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی۔“ میں نے پوچھا: ”اے جبریل! یہ کیا ہے؟“ انھوں نے بتایا: ”یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں میں بیٹھ کر ڈکیتیاں کرتے تھے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ﴾ [الاعراف: ۸۶]

”اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ لوگوں کو دھمکیاں دو۔“

پھر آپ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے ایک بہت بڑا بنڈل اور گٹھڑی جمع کر رکھی تھی، جسے اٹھانے کی وہ استطاعت نہ رکھتا تھا، اس کے باوجود وہ اسے بڑھائے جا رہا تھا، پھر ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے ہونٹوں کو لوہے کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، جب ہونٹ پوری طرح کاٹ دیے جاتے تو وہ دوبارہ اسی حالت پر پلٹ آتے جس پر وہ پہلے تھے، ان کا کوئی حصہ بھی ناقص نہ رہتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟“ انھوں نے جواب دیا: ”یہ فتنہ پرور خطبا ہیں۔“

پھر آپ ایک ایسے چھوٹے سے پتھر کے پاس آئے جس سے ایک بہت بڑا تیل برآمد ہوتا تھا، پھر وہ تیل اسی راستے میں داخل ہونا چاہتا جس سے باہر نکلا تھا لیکن وہ استطاعت نہ پاتا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ”اے جبریل! یہ کیا معاملہ ہے؟“ انھوں نے جواب دیا: ”یہ وہ آدمی ہے جو کوئی ایسی بات کر لیتا جس پر بعد ازاں نادم ہوتا ہے، وہ پھر چاہتا ہے کہ اسے واپس منہ میں ڈال لے لیکن پھر

وہ استطاعت نہیں رکھتا.....“ ①

اے میری بہن! گویا کہ تیرے پاس موت کا فرشتہ اتر چکا ہے اور اس نے کہہ دیا ہے:

”اے خبیث جان! اللہ کے غضب اور ناراضی کی طرف باہر نکل!“ لیکن وہ جان پورے وجود میں بکھر جاتی ہے، جسے فرشتہ اس طرح کھینچتا ہے جس طرح لوہے کی بہت سی شاخوں والی سلائی کو گیلی اون میں سے کھینچا جاتا ہے، جس سے رگیں اور پٹھے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں، اس موقع پر آسمان و زمین کے درمیان اور آسمان پر رہنے والے تمام فرشتے اس پر لعنت برساتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آسمان کے سبھی دروازے بند کر لیے جاتے ہیں، ہر دروازے کے دربان فرشتے بارگاہ ایزدی میں یہ دعا کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں: ”(اے اللہ!) اس روح کو ان کی طرف سے اوپر نہ لایا جائے۔“ پھر ملک الموت اس کی جان پکڑ لیتا ہے۔ جونہی وہ اسے پکڑتا ہے، آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتا کہ دوسرے فرشتے اسے ٹاٹ میں رکھ لیتے ہیں۔ اس سے کسی مردہ جانور سے اٹھنے والی بدترین بدبو کی طرح کی بدبو، جو روئے ارض پر پائی جاتی ہے، نکلتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: ”یہ روح کتنی خبیث ہے؟ یہ کس کی ہے؟“ تو وہ جواب میں کہتے ہیں: ”فلاں بن فلاں کی۔“ وہ اس کا برے سے برانام لیتے ہیں جو دنیا میں لیا جاتا تھا..... یہاں تک کہ وہ اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، آسمان کے دروازے کھلواتے ہیں، لیکن اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

① اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الدلائل (۲/۳۹۶-۴۰۳)“ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر (۱۷/۲۱-۲۲) اور علامہ ہینمی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المجمع (۱/۶۷-۷۲)“ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿لَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ [الاعراف: ٤٠]

”ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے، جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ گزر جائے۔“

پھر اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرماتا ہے: ”اس کی کتاب کو سب سے چلی زمین ”سَجِّين“ میں لکھ دو۔“ پھر کہا جاتا ہے: ”میرے بندے کو زمین کی طرف لوٹا دو۔“ بالآخر اس کی روح آسمان سے پھینک دی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے جسم میں آگرتی ہے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ [الحج: ٣١]

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔“

چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یقیناً! وہ اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آوازیں بھی سنتا ہے، جب وہ پلٹ کر جاتے ہیں اور اس کے پاس دو ایسے فرشتے آتے ہیں جو انتہائی سخت ڈانٹ ڈپٹ والے ہوتے ہیں، وہ دونوں اسے جھڑکتے ہیں اور اسے بٹھا لیتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں: ”تیرا رب کون ہے؟“ وہ جواب میں کہتا ہے: ”ہائے ہائے!“^① میں

① یہ ایسا کلمہ ہے جسے نبی کے وقت اور دور کسی چیز کی طرف اشارہ کے لیے بولا جاتا ہے اور بعض اوقات درد و الم کی شدت میں بھی بولا جاتا ہے، حدیث پاک کے اس مقام میں یہی معنی مناسب و لائق معلوم ہوتا ہے۔

نہیں جانتا۔“ پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: ”تیرا دین کون سا ہے؟“ وہ پھر جواب دیتا ہے: ”ہائے ہائے! میں نہیں جانتا۔“ وہ کہتے ہیں: ”تو اس آدمی کے متعلق کیا کہتا ہے جو تمہارے اندر مبعوث کیے گئے؟“ وہ آپ کا نام نامی سمجھ ہی نہیں پاتا، چنانچہ اسے کہا جاتا ہے: ”محمد (ﷺ!)“ تو وہ بولتا ہے: ”ہائے ہائے! میں نہیں جانتا، میں لوگوں سے اس کے متعلق سنا کرتا تھا، وہ اس کا نام لیا کرتے تھے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر اسے کہا جاتا ہے: ”نہ تو تو نے عقل سے کام لیا اور نہ تو نے قرآن ہی پڑھا۔“ پھر آسمان سے ایک ندا کرنے والا با آواز بلند یہ ندا دیتا ہے: ”اس نے جھوٹ بولا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو، اس کے لیے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔“ اس دروازے سے جہنم کی حرارت اور اس کی گرم ہوائیں اس کے پاس آتی ہیں اور اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں مخالف اطراف میں ایک دوسری میں پھنس جاتی ہیں اور اس کے پاس ایک انتہائی بد صورت، انتہائی گندے کپڑوں والا اور انتہائی زیادہ بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے: ”تجھے بشارت ہے اس چیز کی جو تجھے دکھ پہنچائے، یہ تیرا وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا۔“ یہ اس بد صورت شخص سے پوچھتا ہے: ”اللہ تعالیٰ تجھے برائی کی خوشخبری سنائے، بھلا تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے ہی سے برائی ٹپک رہی ہے۔“ وہ شخص کہتا ہے: ”میں تیرا برا عمل ہوں، اللہ کی قسم! میں تو تیرے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تو اللہ کی اطاعت سے دور رہتا تھا اور اللہ کی نافرمانی بڑی جلدی کر لیتا تھا، اللہ تجھے برا بدلہ دے۔“ پھر اس پر ایک ایسا گونگا بہرہ اور اندھا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک بڑی لٹھ ہوتی ہے، اگر اس سے کسی پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے، تو وہ اسے ایسی ضرب لگاتا ہے کہ وہ مٹی بن جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ

اسے پہلی حالت پر لوٹا دیتا ہے، فرشتہ پھر دوسری ضرب لگاتا ہے جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن وانس کے سوا سبھی سنتے ہیں، پھر اس کے لیے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخ کا ایک بستر اس کے لیے بچھا دیا جاتا ہے۔“^①

چنانچہ یہ آدمی روز بعثت تک اسی عذاب میں گرفتار رہتا ہے، پھر اسے اس عمل کے مطابق اس کی قبر سے باہر نکالا جائے گا جس عمل پر یہ اپنے نافرمان اور فسق و فجور کے رسیا بھائیوں اور ساتھیوں کے ہمراہ کاربند رہتے ہوئے فوت ہوا تھا، قریب ہی اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا بھی ہوگا جو اسے ہانک کر میدان محشر کی طرف لے جائے گا، اس کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی ہوگا جو اس کے خلاف گواہی دے گا اور اسے منہ کے بل چلا کر میدان محشر میں لایا جائے گا۔

اس روز سورج بالکل اس کے سر پر ہوگا، اتنا قریب کہ ہاتھ بلند کرے تو اس کو چھو لے، پھر بندوں کو ایک ایسی عدالت میں پیش کیا جائے گا جس کا قاضی اللہ جل و علا ہوگا۔

اے میری بہن! تو اپنے نامہ اعمال کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ سے پکڑے گی اور یوں اعلان کیا جائے گا: ”یہ فلاں بنت فلاں ہے جو اس قدر بد بخت بن گئی ہے کہ اس کے بعد ایسی بد بختی نہیں ہوگی“ اور تو عذاب الیم میں ہوگی، رسوا کن سزا میں گرفتار ہوگی۔ (اری کبخت!) گواہوں کے رد و تیری کس قدر فضیحت و رسوائی ہوگی، پھر تیری حالت زار دیکھ کر وہ لوگ ہنسیں اور مسکرائیں گے جن کو تو دنیا میں استہزا اور مذاق کیا کرتی تھی، پھر تو نبی اکرم ﷺ کے حوض کوثر پر آئے گی لیکن تو اس سے پانی نہ پی سکے گی۔

② علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے تمام طرق اور تمام زائد الفاظ کو جمع فرمایا ہے اور انھیں ایک مسلسل پیرے میں اپنی کتاب ”احکام الجنائز (۱۵۶، ۱۵۹)“ میں بیان کر دیا ہے اور اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔

اے بہن! پھر تیری جان کو کھٹکے لگ جائیں گے جب تو پل پر سے چلے گی اور اپنے نیچے سیاہ ترین دوزخ کو دیکھے گی جس کی آگ شعلے اگل رہی ہوگی اور جس کی لپٹ بلند ہو رہی ہوگی، جس پر سے تو کبھی تو چلے گی اور کبھی ریٹگنے لگے گی۔

أَبْتُ نَفْسِي تَتُوبُ فَمَا احْتِيَالِي
إِذَا بَرَزَ الْعِبَادُ لِذِي الْجَلَالِ

”میری جان توبہ کرنے سے انکاری ہے تو جب بندے اللہ ذوالجلال کے رو برو پیش ہوں گے تو میرا کیا حیلہ ہوگا؟“

وَ قَامُوا مِنْ قُبُورِهِمْ سُكَارَى
بِأَوْزَارٍ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ

”وہ اپنی قبروں سے پہاڑوں جیسے گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہوئے نشر کی کیفیت میں کھڑے ہوں گے۔“

وَ قَدْ نُصِبَ الصِّرَاطُ لِكُلِّ يَجُوزُوا
فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُفُّ عَلَى الشِّمَالِ

”پل صراط کو بھی اس مقصد کے لیے گاڑ دیا جائے گا تاکہ وہ اسے عبور کریں لیکن ان بندوں سے کچھ وہ بھی ہوں گے جو بائیں جانب اوندھے منہ گر پڑیں گے۔“

وَ مِنْهُمْ مَنْ يَسِيرُ لِذَارِ عَدْنٍ
تَلْقَاهُ الْعَرَائِصُ بِالْغَوَالِي

”اور ان میں سے کچھ دارِ عدن کی جانب چلتے جائیں گے، جنہیں حوریں

مشک و عنبر کی خوشبوئیں لیتے ہوئے خوش آمدید کہیں گی۔“

يَقُولُ لَهُ الْمُهْمِمُنُ يَا وَلِيَّ
عَفَرْتُ لَكَ الذُّنُوبَ فَلَا تُبَالِي

”اللہ محافظ و نگہبان یہ فرمائے گا اے میرے دوست! میں نے تیرے سب گناہ بخش دیے ہیں، اب تجھے کچھ فکر و غم نہیں ہے۔“

تو جب خلقت پل صراط پر سے گزر رہی ہوگی تو بہت سے پھسل جائیں گے، پھسلنے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہوگی، گھبراہٹیں بڑھ جائیں گی اور ڈر خوف کی کیفیتیں زیادہ ہو جائیں گی، نا فرمان اور باغی لوگ دائیں بائیں گرتے جائیں گے اور زبانیہ فرشتے زنجیروں اور طوقوں سے انھیں جکڑتے جائیں گے اور زبان حال سے انھیں کہیں گے: ”کیا تمھیں جرائم اور پاپ کمانے سے روکا نہ گیا تھا؟ کیا تمھیں عذاب دوزخ سے ڈرایا نہ گیا تھا؟ کیا تمھیں پوری طرح خبردار نہ کیا گیا تھا؟ کیا تمھارے پاس نبی مختار تشریف نہ لائے تھے؟“

لہذا اب فکر کر لے، اب سوچ لے کہ تیرے لیے کیا پریشانی اترنے والی ہے، تیرے دل پر کیا بیتے گی جب تو پل صراط اور اس کی باریکی کو دیکھے گی، پھر اس کے نیچے جس وقت تیری نگاہ سیاہ ترین دوزخ پر پڑے گی، پھر آتش دوزخ کی چیخیں اور دھاڑیں تیرے کانوں کو کھٹکھٹائیں گی، پھر تجھے اس بات کا مکلف بنایا جائے گا کہ اپنے دل کی بے چینی اور اپنی حالت کی کمزوری کے باوجود اسی پل صراط پر چل، تیرے قدم ڈگمگائیں گے اور گناہوں کے بوجھ کے باعث تیری کمر دہی جا رہی ہوگی، زمین کی بساط پر چلنا تیرے لیے انتہائی آسان ہے مگر جب تو پل صراط کی دھار پر چلیگی تو تیری کیا کیفیت ہوگی؟ جب تو اپنے پاؤں کو اس پر رکھے گی اور اس کی دھار کی باریکی محسوس کرے گی، تو اس عمل پر مجبور ہوگی کہ اپنے دوسرے قدم کو اٹھائے رکھے۔ مخلوق تیرے سامنے پھسل اور گر رہی ہوگی۔ آج زبانیہ فرشتے

لوہے کی کہوں اور کنڈیوں سے انھیں آگے لیے جا رہے ہوں گے اور تو انھیں دیکھ رہی ہوگی کہ وہ کس طرح اوندھے ہوئے جا رہے ہیں کہ آگ کی جانب ان کے سر ہوں گے اور ان کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی ہوں گی، دوائے قسمت کی ناکامی! کیسا دل فگار منظر ہوگا! کس قدر مشکل ترین سیڑھی ہوگی! اور کتنا تنگ ترین راستہ ہوگا!!

اسی دوران کچھ لوگوں کے آگے آگے اور ان کے داہنی جانب نور بھی دوڑتا ہوگا لیکن تیری حالت یہ ہوگی کہ تو ایسی ظلمتوں اور تاریکیوں میں دوڑ رہی ہوگی کہ جن کا بعض بعض پر چھایا ہوا ہوگا، ذرا تو تصور تو کر کہ تجھے ملائکہ نے گھیرے میں لیا ہوگا اور تجھے ستر ذراع لمبی زنجیر میں قید کر رکھا ہوگا اور ایک ذراع کی لمبائی ستر باع ہوگی اور ایک باع کا اندازہ کسی کو کوئی معلوم نہیں، پھر مضبوطی و پختگی کو بھی اللہ جبار و مقتم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس زنجیر کے ایک چھوٹے سے حلقے میں پوری دنیا کے ظاہری اور پوشیدہ لوہے کی قوت و طاقت کو یکجا کر دیا جائے گا۔ یہ زنجیر تیرے منہ سے گزار کر تیری پیٹھ سے نکالی جائے گی، پھر تو پانی کے گھونٹ کے لیے فریادیں کرے گی، جس پر وہ فرشتے تجھے ایسا پانی دیں گے جس سے تیرے جسم کا گوشت نیچے گر جائے گا۔ تب تو ان سے عرض پرداز ہوگی: ”کیا تم مجھ پر رحم نہیں کرو گے؟“ لیکن وہ جواب میں کہیں گے: ”ہم تجھ پر رحم کس طرح کھائیں کہ ارحم الراحمین نے تجھ پر رحم نہیں کھایا۔“

تو جو نبی وہ آگ میں داخل ہوں گے، زجر و توبخ اور ڈانٹ ڈپٹ شروع ہو جائے گی، پھر یہ کہیں گے: ”ہمیں کس نے گمراہ کیا تھا؟ ہمیں کس نے راہ راست سے بھٹکایا تھا؟“ یہاں تمام قبیح اپنے متبوعین سے اظہار لافعلی کریں گے اور تمام متبوعین اپنے پیروکاروں سے اظہار بیزاری کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿البقرة: ۱۶۶، ۱۶۷﴾

”جس وقت پیشوا لوگ اپنے فرماں برداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے اور فرماں بردار لوگ کہیں گے: ”کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ آج ہم سے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔“

ان کے علاوہ کبیر و زعیم، سردار اور طاقت ور لوگ کمزوروں سے اظہارِ بیزاری کر دیں گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَقُولُ الَّذِينَ اسْتَضَعُّوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَا اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا اَنْحُنْ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۤءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الْاَيْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗ اَنْدَادًا وَ اَسْرِوْا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاُوْا الْعَذَابَ ۝﴾ [سبا: ۳۱-۳۳]

”ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے: ”اگر تم نہ ہوتے تو ہم تو مسلمان ہوتے۔“ یہ بڑے ان چھوٹوں کو جواب دیں گے: ”کیا تمہارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ نہیں! بلکہ تم خود ہی گنہگار تھے۔“ اس کے جواب میں یہ ادنیٰ لوگ ان متکبروں سے کہیں گے: ”(نہیں!) بلکہ (تمہاری) دن رات کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب

تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور اس کا شریک بنائیں۔“ اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل ہی دل میں پشیمان ہو رہے ہوں گے۔“

بعد والے پہلوں سے اور پہلے بعد والوں سے لا تعلقی کا اعلان کر دیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعْنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا دَارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَهُمْ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَانْهَيْهُمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِكُلِّ ضِعْفٌ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَ قَالَتْ أُولَهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ﴾ [الاعراف: ۳۸، ۳۹]

”(اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: ”جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں، جنوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی، ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ!“ جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے: ”ہمارے پروردگار! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا، سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دے۔“ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”سبھی کا عذاب دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں۔“ اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے: ”تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں، سو تم بھی اپنے کردار کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔“

سبھی اظہار لا تعلقی کریں گے اور خرابی کو دوسرے کی طرف منسوب کریں گے، اسی موقع پر کہیں گے: کس نے ہمیں بہکایا تھا؟ فتنہ باز، رقص کرنے والے، کھیل کود میں مصروف

رہنے والے، وزراء، امراء، سلاطین اور بادشاہ سبھی یہیں کہیں گے۔ ہمیں ابلیس نے بہکایا ہے؟ تب آتش دوزخ میں ابلیس کے لیے ایک تخت رکھا جائے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان کیا ہے، وہ کہے گا:

﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُمُونِي وَلَوْلَا أَنْفُسُكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [ابراہیم: ۲۲]

”جب کام (حساب کتاب) کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تمہیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے، ان کے خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری بات مان لی، پس تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے تئیں ملامت کرو، نہ میں تمہارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

پھر وہ اہل جنت کو آوازیں دیں گے اور ان سے فریادیں کریں گے، ان سے کھانے اور پینے کو چیزیں طلب کریں گے، تو جواب میں اہل جنت انہیں ڈانٹ پلائیں گے اور انہیں ملامت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا نَعَمْ فَاذِّنْ مُؤَدِّنَ بَيْنَهُمْ

أَنْ لَّعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ○ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَ
يَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ كَفُورُونَ ﴿٤٥﴾ [الاعراف: ٤٥، ٤٤]

”اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے: ”ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا، سو تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟“ وہ کہیں گے: ”ہاں!“ پھر ایک پکارنے والا ان میں پکارے گا: ”اللہ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے اعراض کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ نَادَىٰ أَصْحَبُ النَّارِ أَصْحَبَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ
أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ ○ الَّذِينَ
اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَ لَعِبًا وَ غَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنسِفُهُمْ
كَمَّا نَسَفْنَا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا وَ مَا كَانُوا بِآيِنِنَا يَجْحَدُونَ ﴾

[الاعراف: ٥٠، ٥١]

”اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے: ”ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی ہی ڈال دو یا کچھ اور ہی دے دو، جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے۔“ جنت والے کہیں گے: ”اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں کے لیے حرام کر دیا ہے، جنہوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔“ سو ہم بھی آج کے روز ان کا نام نہ لیں گے، جیسا انہوں نے اس دن کا نام تک نہ لیا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔“

پھر وہ جہنم کے داروغے سے عذاب میں تخفیف کروانے کی فریاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۖ قَالُوا أَوْ لَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝﴾ [المؤمن: ٤٩، ٥٠]

”تمام جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے: ”تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔“ وہ جواب دیں گے: ”کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟“ یہ کہیں گے: ”ہاں! آئے تھے۔“ وہ کہیں گے: ”پھر تم ہی دعا کرو۔“ اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔“

پھر وہ جہنم کے بڑے داروغے سے فریادیں کریں گے جو وسط جہنم میں بیٹھا آگ جلا رہا ہوگا، یہ اس مالک نامی فرشتے کو پکاریں گے تو وہ ایک ہزار برس کے بعد جواب دے گا:

﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۝﴾ [الحج: ٤٧]

”ہاں البتہ آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے۔“

یہ اسے کہیں گے:

﴿يَا مَلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۝﴾ [الزخرف: ٧٧]

”اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے۔“

یہ جواب دے گا:

﴿إِنَّكُمْ مَكِيدُونَ ۝﴾ [الزخرف: ٧٧]

”تمہیں تو ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔“

اللہ کی قسم! ان کی یہ دعا مالک فرشتے کے سامنے اور مالک کے پروردگار کے سامنے ذلیل و نامراد رہے گی۔ پھر وہ اللہ رب العالمین جو سخت ترین عذاب والا ہے اس سے فریادیں کریں گے۔ پہلی بار اس طرح عرض کریں گے:

﴿رَبَّنَا أَمَتْنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ﴾ [المؤمن: ۱۱]

”اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو بار مارا اور دوبار ہی زندہ کیا، اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں، تو کیا اب کوئی نکلنے کی راہ بھی ہے؟“
اللہ تعالیٰ انھیں با اس الفاظ جواب دے گا:

﴿ذَلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَ إِنْ يُشْرَكَ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ﴾ [المؤمن: ۱۲]

”یہ عذاب تمھیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ پس اب حکومت اللہ بلند و بزرگ ہی کی ہے۔“
یہ لوگ پھر اس طرح عرض کریں گے:

﴿رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ﴾

[السجدة: ۱۲]

”اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب تو ہمیں واپس (دنیا میں) لوٹا دے۔ اب ہم نیک اعمال کریں گے، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ جواب دے گا:

﴿فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا نَسِينَكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ
الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ [السجدة: ۱۴]

”اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دینے کا مزہ چکھو، ہم نے بھی تمہیں
بھلا دیا، اپنے کیے ہوئے اعمال کی شامت سے ابدی عذاب کا لطف اٹھاؤ۔“
وہ پھر عرض کریں گے:

﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرَّسُولَ﴾

[ابراہیم: ۴۴]

”اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سے مدت مہلت دے کہ ہم تیرے پیغمبروں کی فرماں برداری میں لگ جائیں۔“
تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا:

﴿أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُم مِّنْ زَوَالٍ﴾ [ابراہیم: ۴۴]

”کیا تم اس سے پہلے بھی قسمیں نہیں کھا رہے تھے کہ تمہارے لیے (دنیا سے)
ملنا ہی نہیں؟“

وہ پھر اس طرح عرض معروض پیش کریں گے:

﴿رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ﴾ [فاطر: ۳۷]

”اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال، ہم اچھے کام کریں گے برعکس ان کاموں
کے جو ہم کیا کرتے تھے۔“

تو اللہ اس طرح انہیں جواب دے گا:

﴿أَوَلَمْ نَعْمَرْكُمْ مَّا بَدَّكُمْ فِيهِ مَالًا كَرِهُوا﴾

﴿وَنَعْمَ النَّبِيرُ فَذُوقُوا﴾

﴿فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ﴾ [فاطر: ۳۷]

”کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا، سو مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“
وہ پھر ایک عرض اس طرح پیش کریں گے:

﴿قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ﴾

[المؤمنون: ۱۰۶]

”اے ہمارے پروردگار! ہماری بد بختی ہم پر غالب آگئی، واقعی ہم تھے ہی گمراہ۔“
تو اللہ تعالیٰ انھیں اس طرح جواب دیں گے:

﴿إِحْسِنُوا فِيهَا وَلَا تَكْلُمُونَ﴾ [المؤمنون: ۱۰۸]

”پھنکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔“

اس کے بعد وہ کبھی گفتگو اور عرض نہیں کریں گے۔

خبردار! تو وہی ہوگی جو انتہا کی سختی، درشتی اور شدت کے ساتھ ہانکی جائے گی، پیشانیوں اور قدموں سے پکڑی جائے گی، دارالآلام میں ڈال دی جائے گی، گناہ گاروں کے ٹھکانے کی جانب جمع کی جائے گی، زنجیروں، طوقوں اور بڑی بڑی ہتھکڑیوں میں باندھ دی جائے گی، گندھک کے کپڑے پہننے والی ہوگی اور اللہ ملک العلام تجھ پر ناراض اور غضب ناک ہوگا۔

اچانک تو آگ دیکھ کی جسے تیرے چہرے پر کھول دیا جائے گا اور وہ تیرے اوپر جمع ہو جائے گی اور تجھے اس طرح کھیرے کی جس طرح کسی کو ہاتھوں سے گھیرے میں لے کر قید کر لیا جاتا ہے، جہاں سے نہ بھاگنا ہوگا اور نہ نکلنا ہی، نہ پیچھے ہی ہٹا جاسکے گا اور نہ کوئی راہ فرار ہی ملے گی اور نہ کائنات میں اس کے لئے کوئی فرار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَتَحَتْ
 أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ
 رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ
 الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
 فَبِئْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾ [الزمر: ٧١، ٧٢]

”اور کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے، جب وہ اس
 کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے
 اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے: ”کیا تمہارے پاس تمھی میں سے
 رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس
 دن کی ملاقات سے آگاہ کرتے تھے؟“ یہ جواب دے گے: ”کیوں نہیں!“ لیکن
 عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔ کہا جائے گا: ”اب جہنم کے دروازوں میں
 داخل ہو جاؤ، جہاں بیشکی ہے، پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔“

تو اے میری بہن! جو نہی تو آگ کو دیکھے گی پھر تو بڑی تیزی سے وہاں سے نکلنا چاہے
 گی مگر.....



آگ کے دروازے

اے خاتون! اگر تو اس آگ کے دروازوں کے متعلق سوال کرے، تو اللہ تعالیٰ کا ارشادِ برامی ہے:

﴿لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ [الحجر: ٤٤]

”ہر دروازے کے لیے ان (کفار و منافقین وغیرہ) میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں۔“

اس فرمان کے تحت بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ کفار، منافقین اور شیاطین کی جماعتیں ہوں گی اور دو دروازوں کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہوگا۔

پہلا دروازہ ”جہنم“:

اس کا نام ”جہنم“ رکھا جاتا ہے کیوں کہ وہ مردوں اور عورتوں کے چہروں میں شکستیں ڈال دے گا اور انھیں جھلس دے گا، ان کے گوشت کھا جائے گا اور اس کا عذاب دوسرے دروازوں کی نسبت ہلکا ہوگا۔

دوسرا دروازہ ”لظى نزعۃ للشوی“:

اس کو ”لظى نزعۃ للشوی“^① (شعلہ والی آگ جو منہ اور سر کی کھال کو کھینچ لائے

والی ہے) کہا جاتا ہے۔

یہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو اللہ کی توحید سے پیچھے ہٹا رہا اور حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے منہ موڑے رہا۔

تیسرا دروازہ ”سفر“:

اسے ”سفر“ کہا جاتا ہے، اسے سفر اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ہڈیوں کے اوپر سے گوشت کو ادھیڑ دے گا اور جھلسا دے گا۔

چوتھا دروازہ ”حطمة“:

اسے ”الحطمة“ کہا جاتا ہے۔ اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطْمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ﴾ [الهمزة: ۶۵]

”اور تجھے کیا معلوم کہ وہ توڑ پھوڑ دینے والی کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگانی ہوئی آگ ہوگی۔“

جو ہڈیوں کو توڑ دے گی اور دلوں کو جلا ڈالے گی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأُفُقْدَةِ﴾ [الهمزة: ۷]

”جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔“

وہ آگ اسے قدموں کی جانب سے پکڑے گی اور اس کے دل تک چڑھتی جائے گی اور وہ بڑے بڑے قلعوں اور محلوں جیسی چنگاریاں پھینکے گی۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الْمَدِينَةُ كَانَتْ هَذِهِ حُفْرًا فَتُحْمَلُهُمْ فِيهَا﴾

[المرسلات: ۳۲، ۳۳]

”یقیناً وہ دوزخ چنگاریاں پھیلتی ہے، جو قلعہ کی مثل ہیں، گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔“

یہ چنگاریاں اوپر اٹھیں گی اور پھر نیچے اتریں گی، جو ان کے پیروں، ہاتھوں اور بدنوں کو جلا ڈالیں گی، وہ اتار دیں گے۔ اتنے آنسو بہائیں گے کہ وہ ختم ہی ہو جائیں گے، پھر وہ خون بہائیں گے، پھر پیپ بہائیں گے حتیٰ کہ پیپ بھی ختم ہو جائے گی، حتیٰ کہ ان کی آنکھوں سے نکلنے والے پانی میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں۔

پانچواں دروازہ ”جحیم“:

اسے ”الجحیم“ کہا جاتا ہے، اس کو جحیم اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے بڑے انگاروں والی ہوگی۔

چھٹا دروازہ ”سعیر“:

اسے ”السعیر“ کہا جاتا ہے۔ اس کو سعیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ انھیں جلا ڈالے گی۔ جب سے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے وہ ٹھنڈی نہیں ہوئی، اس میں تین سو محلات ہیں اور ہر محل میں تین سو مکان ہوں گے اور ہر مکان میں تین سو قسموں کے عذاب ہوں گے، اس میں سانپ، بچھو، بیڑیاں، زنجیریں اور طوق وغیرہ ہوں گے۔ اس میں ”حبّ الحزن“ یعنی غم کا کنواں بھی ہوگا، پوری دوزخ میں اس سے بڑھ کر عذاب والی کوئی اور جگہ نہ ہوگی، جو نبی اس کنویں کو کھولا جائے گا تو اہل دوزخ انتہائی غمناک ہو جایا کریں گے۔

ساتواں دروازہ ”ہاویۃ“:

اس کو ”الہاویۃ“ کہا جاتا ہے، جو اس میں گر پڑے گا وہ کبھی اس سے نکل نہ سکے گا۔ اس میں ”بِئْرُ الْهَبَاب“ یعنی گرد و غبار کا کنواں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے:

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۹۷]

”جب کبھی وہ ہلکی ہونے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔“

جب اس گرد و غبار کو کھولا جائے گا تو اس سے ایسی آگ نکلے گی کہ اس سے پہلی آگ بھی پناہ مانگے گی اور اس دروازے اور طبقے میں وہ لوگ ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿سَارِھَقَہُ ضَعُوْدًا﴾ [المدثر: ۱۷]

”ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے۔“

یابہ آگ کا پہاڑ ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو منہ کے بل اس انداز سے رکھا جائے گا کہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے بندھے ہوں گے اور ان کی گردنیں ان کے قدموں کے ساتھ ملائی گئی ہوں گی اور زبانیں فرشتے ان کے سروں پر کھڑے ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے، جب ان میں سے کوئی ایک، ایک ضرب بھی مارے گا تو اس کی آواز کو جن و انس سارے سنیں گے۔

آگ کے دروازے لوہے کے، فرش کانٹے کا، پردے تاریکی کے اور زمین پیتل، مسہ اور شیشے کی ہوگی۔ آگ ہی ان کے اوپر ہوگی اور آگ ہی ان کے نیچے ہوگی، ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی سائبان ہوں گے۔ اس آگ کو

ایک ہزار برس تک جلایا گیا تو وہ سرخ ہو گئی اور ایک ہزار برس تک پھر جلایا گیا، تب وہ سفید ہو گئی اور ایک ہزار برس مزید جلایا گیا تو وہ سیاہ بن گئی، اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے، جس کے ساتھ غضب الہی بھی ہے۔

اور کبھی کبھار معنوی مناسبت سے ان دروازوں میں سے ہر ایک دروازے کا اطلاق باقی تمام دروازوں پر بھی ہو جاتا ہے۔

① آگ کے تمام حصوں میں سے ہر ایک حصہ ”جہنم“ بھی ہے۔ یہ اس اعتبار سے کہ آگ لوگوں کے چہروں کو پہنچے گی حتیٰ کہ وہ اپنے چہروں کے ساتھ آگ سے بچاؤ کریں گے۔

② یہ ”اُطی“ بھی ہے، وہ اس اعتبار سے کہ وہ گوشت کو کھینچ لے گی۔ فرمان الہی ہے:

﴿كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ﴾

[النساء: ۵۶]

”جب ان کی کھالیں پک جائیں گی تو ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔“

③ اور ہر دروازہ ”سَقَر“ بھی ہے۔ یہ اس اعتبار سے کہ وہ گوشت کو مار مار کے سیاہ بنا دے گا۔

④ اور ہر دروازہ ”حطمة“ بھی ہے۔ وہ اس اعتبار سے کہ وہ ہڈیوں کو توڑ پھوڑ دے گا اور انہیں چورا چورا کر دے گا۔

⑤ اور ہر دروازہ ”جحیم“ بھی ہے۔ اس اعتبار سے کہ اس کے انگارے بڑے بڑے ہوں گے۔

⑥ اور ہر دروازہ ”سعیر“ بھی ہوگا۔ وہ اس اعتبار سے کہ اس کا عذاب روز بروز بڑھتا ہی

جائے گا۔

④ اور ہر دروازہ ”ہاویۃ“ بھی ہوگا۔ یہ اس اعتبار سے کہ جو بھی اس میں ہوگا وہ چہرے کے بل گرے گا اور اپنی پیشانی کے بل ہی بلند مقام سے زیریں مقام کی طرف الٹا پلٹتا آئے گا۔

یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جہنم کالی سیاہ ہے جس میں کوئی روشنی اور آگ کی کوئی لپٹ نہ ہوگی اور یہ بالکل ویسی ہی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے:

﴿لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ﴾ [الحجر: ٤٤]

”جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان (جن وانس وغیرہ) میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں۔“

ہر دروازے کے سامنے ستر ہزار پہاڑ ہیں اور ہر پہاڑ میں آگ کی ستر ہزار گھائیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار آگ کی شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں اور ہر وادی میں آگ کے ستر ہزار محل ہیں، ہر محل میں آگ کے ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں زہر کی ستر ہزار صراحیاں ہیں، تو جس روز قیامت برپا ہوگی اس کے اوپر سے دھکن اٹھایا جائے گا تو اس میں سے ایک شامیانہ نماز ہر کار پر دہ سالوگوں کی دائیں جانب اڑے گا، دوسرا ان کے بائیں جانب، ایک ان کے سامنے کی طرف، ایک شامیانہ ان کے اوپر اور ایک ان کے پیچھے کی جانب اڑے گا تو جونہی جن وانس اسے دیکھیں گے سبھی گھٹنوں کے بل پڑیں گے اور پھر سبھی پکارنے لگیں گے:

”رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ“

”اے میرے پروردگار! مجھے بچالینا، اے میرے پروردگار! مجھے بچالینا۔“

ہر دو دروازوں کے مابین ستر برس کی مسافت ہوگی اور ہر دروازہ اپنے سے بالا

دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہوگا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کی ستر وادیاں ہیں اور ہر وادی کی گہرائی ستر سال کی ہے اور ہر وادی کی ستر ہی گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہی غاریں ہیں اور ہر غار کے اندر ستر شاخیں ہیں اور ہر شاخ کے اندر ستر ہزار اژدھے ہیں اور ہر اژدھے کی باجھوں میں ستر ہزار بچھو ہیں اور ہر بچھو کی ستر ہزار ریڑھ کی ہڈیاں ہیں اور ان میں سے ہر ریڑھ کی ہڈی میں زہر کی ایک ایک صراحی ہے، کافر اور منافق کی اس وقت تک جان بخشی نہ ہوگی جب تک وہ سبھی اس پر واقع نہ ہو جائیں گے۔^①

آتش جہنم سے متعلق چند اشعار:

و النَّارُ مَثْوًى لِّأَهْلِ الْكُفْرِ كَلْبَةً
طَبَاقُهَا سَبْعَةٌ مُّسَوَّدَةٌ الْكُفْرُ

”آگ تمام اہل کفر کا ٹھکانا ہوگی، جس کے انتہائی سیاہ گڑھوں والے سات طبقے ہوں گے۔“

جَهَنَّمَ وَ لَطْفَى وَ الْحُطَمُ بَيْنَهُمَا
ثُمَّ السَّعِيرُ كَمَا الْأَهْوَالُ فِي سَقَرِ

”ایک جہنم، دوسرا لطفی اور تیسرا حطمہ جو ان دونوں کے درمیان ہوگا، پھر چوتھا سعیر اور اسی طرح کی ہولناکیاں پانچویں طبقے سقر میں ہوں گی۔“

تَحْتَ ذَاكَ جَحِيمٌ ثُمَّ هَاوِيَةٌ
يَهْوَى بِهَا أَبَدًا سُحْقًا لِّسُحْقَرِ

”ان سے نیچے چھٹا جیم پھر ساتواں ہادیہ ہوگا، دوزخی آدمی اس میں ہمیشہ نیچے ہی گرتا جائے گا، تاکہ یہ طبقہ اسے مزید ذلیل و رسوا کرے۔“

فِي كُلِّ بَابٍ عُقُوبَاتٌ مُّضَاعَفَةٌ
وَ كُلُّ وَاحِدَةٍ تَسْطُو عَلَى النَّفَرِ

”ہر دروازے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر سزائیں ہوں گی اور ہر سزا لوگوں کی ایک جماعت پر دھاوا بولتی ہوگی۔“

فِيهَا غِلَاطٌ شِدَادٌ مِّنْ مَّلَائِكَةٍ
قُلُوبُهُمْ شِدَّةٌ أَقْسَى مِنَ الْحَجَرِ

”اس میں تند خو اور سخت جان ایسے فرشتے ہوں گے جن کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔“

لَهُمْ مَّقَامِعٌ لِلتَّعْذِيبِ مُرْصَدَةٌ
وَ كُلُّ كَسْرٍ لَّدَيْهِمْ غَيْرُ مُنْجَبِرٍ

”ان کے پاس سزائیں دینے کے لیے بالکل تیار شدہ ہتھوڑے بھی ہوں گے اور ان کی توڑی ہوئی ہڈیوں کو درست اور ٹھیک بھی نہ کیا جاسکے گا۔“

سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ شَعَاءُ مُوْحِشَةٌ
دَهْمَاءُ مُحْرِقَةٌ لَوَّاحَةٌ الْبَشَرِ

”ایسی کالی ہے جو کالا بنا دینے والی ہے، ایسی پراگندہ حال ہے جو وحشت ناک ہے، ایسی سیاہ ہے جو جلا دینے والی بھی ہے اور انسانی کھال کو جھلسا دینے والی بھی۔“

فِيهَا الْحَجِيمُ مُذِيبٌ لِلْوُجُوهِ مَعَ الْ
أُمْعَاءِ مِنْ شِدَّةِ الْإِحْرَاقِ وَالشَّرَدِ

”اس میں ایک طبقہ جحیم بھی ہے، جو اپنی چنگاریوں اور اپنے جلانے کی طاقت کے ساتھ چہروں کو حتیٰ کہ انتڑیوں کو پگھلا دینے والا ہے۔“

فِيهَا السَّلَاسِلُ وَالْأَغْلَالُ تَجْمَعُهُمْ
مَعَ الشَّيَاطِينِ قَسْرًا جَمْعَ مُنْقَهَرٍ

”اس میں زنجیریں اور طوق بھی ہوں گے جو انہیں جبراً اور مکمل زبردستی سے شیطانوں کے ساتھ جمع کیے رکھیں گے۔“

فِيهَا الْعَقَارِبُ وَالْحَيَّاتُ قَدْ جُعِلَتْ
جُلُودُهُمْ كَالْبَغَالِ الذُّهُمِ وَالْحُمْرِ

”اس میں ایسے بچھو اور سانپ ہوں گے کہ جن کے چمڑے سیاہ خچروں اور گدھوں جیسے ہوں گے۔“

وَالْجُوعُ وَالْعَطَشُ الْمُضْنِي لَأَنْفُسِهِمْ
فِيهَا وَلَا جَلَدَ فِيهَا لِمُصْطَبِرٍ

”اس میں ان کی جانوں کو پریشان کن بھوک اور پیاس لاحق ہوگی اور اس دوزخ میں کوئی صبر و برداشت کرنے والا صبر کا مظاہرہ بھی نہ کر پائے گا۔“

لَهَا إِذَا مَا غَلَتْ فَوَدَّ يُقْلِبُهُمْ
مَا بَيْنَ مَرْتَفَعٍ مِنْهَا وَ مُنْحَدِرٍ

”جب وہ جوش مارتے ہوئے کوئی ابالا کھائے گی تو اہل دوزخ کو الٹا پلٹا دے گی، کچھ کو اوپر اور کچھ کو نیچے گرا دے گی۔“

جَمْعُ النَّوَاصِي مَعَ الْأَقْدَامِ صَيَّرَهُمُ
كَالْقَوْسِ مَحْنِيَّةٍ مِنْ شِدَّةِ الْوَتْرِ

”پیشانیوں کو قدموں کے ساتھ جمع کرنے نے انھیں اس کمان کی مثل بنا ڈالا ہوگا جو وتر کی سختی اور تناؤ کے باعث کبڑی اور مڑی ہوئی ہوتی ہے۔“

لَهُمْ طَعَامٌ مِّنَ الزَّقُومِ يَعْلَقُ فِيهِ
حُلُوقُهُمْ شَوْكُهُ كَالصَّابِ وَالصَّيْرِ

”ان کے لیے زقوم (تھور اور سیندھ) کا کھانا ہوگا، جو ان کے گلوں میں پھنس جائے گا کیوں کہ اس کے کانٹے اندرائن اور ایلو جیسے ہوں گے۔“

يَا وَيْلَهُمْ تُحْرِقُ النَّيِّرَانَ أَعْظَمَهُمْ
بِالْمَوْتِ شَهْوَتُهُمْ مِنْ شِدَّةِ الضَّحْرِ

”ان کے حال پر افسوس صد افسوس! آگ ان کے بڑوں بڑوں کو جلا ڈالے گی، ڈانٹ ڈپٹ کی شدت کے باعث ان کی تمنا اور آرزو موت ہوگی۔“

ضَحُّوْا وَصَاحُوا زَمَانًا لَّيْسَ يَنْفَعُهُمْ
دُعَاءُ دَاْعٍ وَ لَا تَسْلِيْمُ مُصْطَبِرٍ

”ایک زمانے تک یہ چیخ پکار اور شور و غل چلتا رہے گا لیکن کسی پکارنے والے کی کوئی پکار اور کسی صبر و برداشت کرنے والے کا کوئی جذبہ تسلیم و رضا کسی کام نہ

آئے گا۔“

وَكُلُّ يَوْمٍ لَّهُمْ فِي طُولِ مُدَّتِهِمْ
نَزْعٌ شَدِيدٌ مِّنَ التَّعْذِيبِ وَالسُّعْرِ

”ان کی درازی مدت کے باعث، عذاب اور آگ کی وجہ سے ان کی جان کنی مزید سخت تر ہوتی جائے گی۔“



اہل دوزخ کا لباس اور کھانا پینا

اہل دوزخ کا لباس:

اور اگر تو ان کے کپڑوں کی بابت استفسار کرے تو یاد رکھ کہ ان کے کپڑے آگ کے ہوں گے، ان کی اوڑھنیاں بھی آگ سے ہوں گی، ان کپڑوں کی کٹائی اور کاٹ تراش آگ کے کپڑوں سے ہوگی، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۖ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِّنْ حَدِيدٍ﴾ [الحج: ۱۹-۲۱]

”پس کافروں کے لیے تو آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سخت گرم پانی ڈالا جائے گا، جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔“

یہ کپڑے ان کے جسموں کی قد و قامت کے اعتبار سے کاٹے گئے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهُهُمْ النَّارُ﴾ [ابراہیم: ۵۰]

”ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر بھی چڑھی ہوئی ہوگی۔“

یعنی ان کے تمام کپڑے گندھک سے بنائے جائیں گے اور گندھک ایسا مادہ ہے کہ جس سے آگ بذات خود ہی مشتعل ہو جاتی ہے۔

اہل دوزخ کا کھانا:

اگر تو اس کے رہنے والوں کے پینے کے بارے میں اور اس کے باسیوں کے کھانے کے بارے میں سوال کرے تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ۝﴾

[الدخان: ۴۳-۴۵]

”بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہے، جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔“

اور فرمایا:

﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۝ جَزَاءً

وَفَاقًا ۝﴾ [النبا: ۲۴-۲۶]

”وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (یہ) بدلہ ہے پورا پورا۔“

اور یہ بھی فرمایا:

﴿تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ اٰثِنَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝﴾

[الغاشية: ۶، ۵]

”اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا، ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا۔“

﴿فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ۝ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينَ﴾

[الحاقة: ۳۵، ۳۶]

”پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔“

ہر وی نے کہا ہے: ”اس کا معنی دوزخیوں کی پیپ ہے، جو ان کے بدنوں سے بہ کر نکلے گی۔“

میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے ”عَسَاق“ یعنی دوزخیوں کی کھالوں سے بہنے والا خراب خون اور پیپ بھی مراد ہے۔

ابن المبارک نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں خبر دی سفیان نے منصور سے، وہ ابراہیم اور ابورزین سے بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت میں:

﴿هَذَا فَلْيَذُقُوهُ حَمِيمٌ وَعَسَاقٌ﴾ [ص: ۵۷]

”یہ ہے، پس اسے چکھو (یہ) گرم پانی اور پیپ ہے۔“

دونوں نے اس کی وضاحت میں فرمایا ہے:

”اس سے مراد ان کی بہنے والی پیپ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ”الْعَسَاقُ“ سے مراد انتہا کی بدبودار گاڑھی پیپ ہے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

”عَسَاقُ سے مراد گاڑھی پیپ ہے، اگر اس پیپ کا ایک قطرہ مغرب میں ڈالا جائے تو اہل مشرق کو اس کی بدبو جینے نہ دے اور اگر وہ مشرق میں اٹھایا جائے تو اہل مغرب کو اس کی بدبو متعفن کر دے۔“

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غساق سے مراد ایسی بخ بستہ ٹھنڈی پیپ ہے جسے ”زمہری“ کہا جاتا ہے اور کعب نے کہا ہے:

”غساق جہنم میں ایک ایسا تالاب ہوگا جس میں ہر کسی کا پسینا آ کر جمع ہوتا جائے گا، کافی عرصہ وہاں رہنے کے ساتھ اس کا رنگ بدل جائے گا، آدمی کو وہاں لایا جائے گا، اس میں غوطہ دیا جائے گا، جس کے باعث اس کی کھال اور اس کا گوشت ہڈیوں سے نیچے گر جائے گا اور وہ آدمی اسے اپنے دونوں ٹخنوں کے درمیان یوں گھسیٹا لائے گا جیسے کوئی آدمی اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿جَزَاءً وَفَاقًا﴾ [النساء: ۲۶]

”(ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔“

یعنی انھیں ان کے برے اور خبیث اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔

ایک شاعر نے کیا نقشہ کھینچا ہے

و نَارٌ تَلْظِي فِي لَظَاهَا سَلَاسِلُ
يُغْلُّ بِهَا الْفَجَّارُ ثُمَّ يُسَلْسَلُ

”اور جوش مارتی ہوئی آگ ہوگی، اس کے بے دھواں شعلوں میں زنجیریں بھی ہوں گی، اس میں فاجروں اور نافرمانوں کو ابالا جائے گا، پھر زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔“

شَرَابٌ ذَوِي الْإِجْرَامِ فِيهَا حَمِيمًا
و زَقُومُهَا مَطْعُومُهَا حِينَ يُؤْكَلُ

”دوزخ میں مجرموں کا مشروب کھولتا ہوا پانی ہوگا اور جب وہ کھانے کو دیے جائیں گے تو اس کا طعام ”زقوم“ ہوگا جو نہایت بدبودار اور انتہائی کڑوا ہوگا۔“

حَمِيمٌ وَ غَسَّاقٌ وَ آخِرُ مِثْلُهُ

مِنَ الْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ وَ يُشَعَلُ

”کھولتا پانی، پیپ اور اس طرح کی دوسری چیزیں جیسے کہ تلچٹ وغیرہ ہے، پیٹوں میں جوش ماریں اور سلگیں گی۔“

يَزِيدُ هَوَانًا مِّنْ هَوَاهَا وَ لَا يَزَلُ

إِلَى قَعْرِهَا يَهُوِي دَوَامًا وَ يَنْزِلُ

”اس کی ذلت ورسوائی اور زیادہ بڑھ جائے گی، جو اس میں گرے گا، وہ تو اس کی گہرائی میں مسلسل گرتا اور اترتا ہی جائے گا۔“

وَ فِي نَارِهِ يَبْقَى دَوْمًا مُّعَذَّبًا

يَصِيحُ ثُبُورًا وَ يَحَهُ يَتَوَلَّوْا

”اپنی اس آگ میں وہ ہمیشہ عذاب برداشت کرتا رہے گا، موت کے لیے آہ و بکا کرتا رہے گا اور اپنی ہلاکت و تباہی کے لیے واویلا کرتا رہے گا۔“

عَلَيْهَا صِرَاطٌ مَّدْحَضٌ وَ مَزَلَّةٌ

عَلَيْهِ الْبَرَايَا فِي الْخَلَائِقِ تُحْمَلُ

”اس کی پشت پر ایک پھسلواں اور لغزش دینے والا پل صراط ہوگا جس پر سے گزرتے ہوئے آگ کے سزاواروں سے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھوایا جائے گا۔“

وَ فِيهِ كَلَالِيْبٌ تَعْلُقُ بِالْوَرَى

فَهَذَا نَجَا مِنْهَا وَ هَذَا مُحَرَّدَلُ

”اس میں کنڈیاں بھی ہوں گی جو مخلوق کو ایک ایک کر پھنسی جائیں گی، تو یہ اس سے نجات پائے گا اور وہ اس میں پچھاڑ لیا جائے گا۔“

فَلَا مُذْنِبَ يَفْدِيهِ مَا يُفْتَدَى

وَ اِنْ يَّعْتَذِرَ يَوْمًا فَلَا الْعُذْرَ يُقْبَلُ

”کوئی گناہ گار فدیہ بھی پیش کرے گا تو اس سے فدیہ نہ لیا جائے گا اور اگر کوئی اس روز معذرت پیش کرے گا تو اس کا عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا۔“

فَهَذَا جَزَاءُ الْمُجْرِمِيْنَ عَلَى الرَّدَى

وَ هَذَا الَّذِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْصُلُ

”تو مجرموں کا یہی ہلاکت خیز بدلہ ہوگا اور روز قیامت ان کو یہی کچھ حاصل ہوگا۔“

أَعُوذُ بِرَبِّي مِنْ لَطَى وَ عَذَابِهَا

وَ مِنْ حَالِ مَنْ يَهْوَى بِهَا يَتَجَلَّحَلُ

”میں ”لطی“ (جہنم کا نام)، اس کے عذاب اور اس آدمی کے حال سے اپنے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں جو اس میں گرے گا اور اس کی گہرائی میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔“

وَ مِنْ حَالِ مَنْ فِي زَمْهَرِيرٍ مُعَذَّبٌ

وَ مَنْ كَانَ فِي الْأَغْلَالِ فِيْهَا مُكْبَلُ

”اور اس آدمی کے حال سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو ”زمہریر“ میں مبتلائے عذاب

ہوگا اور اس آدمی کے حال سے بھی جو اس میں بیڑیوں میں بندھا ہوا ہوگا۔“

اہل دوزخ کا مشروب:

اگر تو اپنے کھانے، پینے اور لباس کے بارے میں سوال کرے تو سن لے کہ کھانا بھی آگ کا، پینا بھی آگ کا اور لباس بھی آگ ہی کا ہوگا۔

تیری یہ نرم و نازک سی جلد جو حرام کھاتی رہی ہے، اسے حرام کی غذا ملتی رہی ہے اور حرام اشیاء پر اس کی نشوونما ہوتی رہی ہے، یہ آگ کو بڑھکانے والا ایندھن بن جائے گی اور جہنم کا کھانا ہو جائے گی اور اے نافرمان! یہ مت سمجھنا کہ منک منک کر چلنے والے اسی نحیف وضعیف بدن کے ساتھ تو آتش جہنم میں داخل ہوگی بلکہ یہ جسم تو بہت بڑا ہو جائے گا، جس طرح کہ فرمان رسول ﷺ ہے:

«ضَرَسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أَحَدٍ وَغَلَطَ جُلْدُهُ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ»^①

”کافر آدمی کی ڈاڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔“

اور یہ نہ کہتی رہنا کہ یہ تو ایک کافر کے حق میں ہوگا، میں تو گناہ گار مسلمان خاتون ہوں، بلکہ حدیث میں یہ بھی آتا ہے:

«إِنَّ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعْظُمُ فِي النَّارِ حَتَّى يَكُونَ أَحَدُ زَوَايَاهَا»^②

① مسلم، کتاب الجنة و نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون الخ : ۲۸۵۱۔

② ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفة النار : ۴۳۲۳۔ ضعیف ابن ماجہ : ۴۴۰۰۔

الضعيفة : ۴۸۸۳۔

”بلاشبہ امت محمد (ﷺ) میں ایک ایسا شخص بھی ہوگا جو آگ میں عظیم الجثہ ہوگا، اس کے بدن کی موٹائی اس قدر ہوگی کہ دوزخ کے ایک کنارے کو وہ اکیلا ہی گھیر لے گا۔“

یعنی آگ کے ارکان میں سے ایک رکن ہوگا، کس قدر تعجب ہے اس کے جسم کی بڑائی اور بدن کی موٹائی پر!!

جونہی تیرے جسم کو آگ ہلکا سا چھوئے گی یہ سیاہ ہو جائے گا، پھر اسے آگ دبوچ لے گی اور اسے جلانا شروع کر دے گی، پھر عذاب کا یہ سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا، جب یہ جسم ختم ہو جائے گا اور کھال جل جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تجھے ایک نیا جسم دے دے گا، جس کے باعث جہنم مزید تیزی سے جلنا اور شعلے مارنا شروع کر دے گا۔

عین اسی دوران تو اپنے اس نرم و نازک چہرے کے بل گھسیٹی جائے گی جس چہرے کی وجہ سے تو نے یہ جوانی فتنہ خیز بنا رکھی ہے، بلکہ تو اسی چہرے کے ساتھ اپنی جان کو آگ سے بچانے کی کوشش کرے گی، اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی ہے:

﴿أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ۝ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَاَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ﴾ [الزمر: ۲۴، ۲۵]

”بھلا جو شخص قیامت کے دن اپنے منہ سے برے عذاب کو روکتا ہے (کیا وہ ایسا ہو سکتا ہے جو چین میں ہو) اور ظالموں سے کہا جائے گا: ”اپنے کیے کا وبال چکھو!“ ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا، پھر ان پر ان کی بے خبری کی حالت میں عذاب آپڑے۔“

کیا اس چہرے کے ساتھ جو جسم کا نازک ترین حصہ ہے عذاب کو روکنا ممکن ہوگا؟

اسی لمحے منہ زقوم کا کھانا کھائے گا۔ اگر تو زقوم کے عذاب کا کچھ اندازہ لگانا چاہے تو پھر نبی معصوم ﷺ کے اس کلام وحی کو سن لے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

«لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّومِ قُطِرَتْ فِي دَارِ الدُّنْيَا لَأُفْسِدَتْ عَلَى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَاشِهِمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَكُونُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ»^①

”اگر ایک قطرہ زقوم دنیا پر ڈال دیا جائے تو یہ تمام دنیا والوں کی روزیاں خراب کر کے رکھ دے، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا طعام و شراب یہی ہوگا؟“

جس زقوم کا ایک قطرہ ہی اہل دنیا کی معیشتوں کو خراب کرنے کے لیے کافی ہے، وہی زقوم تیرا کھانا اور پینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:

﴿إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ ○ طَعَامُ الْآثِمِينَ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ○ كَغَلِيِّ الْحَمِيمِ ○ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَى سَوَاءِ الْجَحِيمِ ○ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ○ ذُوقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ﴾

[الدخان: ۴۳-۴۹]

”بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہے، جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے، مثل تیز گرم پانی کھولنے کے، اسے (مجرم کو) پکڑ لو پھر گھیٹے ہوئے بیج جہنم تک پہنچاؤ، پھر اس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب بہاؤ۔ (اس سے کہا جائے گا) چکھتا جا! تو تو بڑا اذی عزت اور بڑے اکرام والا تھا۔“

اور دوسری جگہ یوں فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ○ لَا تَكُلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ

① ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب أهل النار: ۲۵۸۵۔

زَقُومٌ ۝ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ۝

[الواقعة: ۵۱-۵۵]

”پھر تو تم اے گمراہو! جھٹلانے والو! البتہ کھانے والے ہوتھور کا درخت اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو، پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو، پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح ہو۔“

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزْلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ اِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِيْنَ ۝

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِىْ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهُ رِءُوسُ

الشَّيَاطِيْنِ ۝ فَاِنَّهُمْ لَا يَكْلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ اِنَّ

لَهُمْ عَلَيْهِا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَآلِى الْجَحِيْمِ ﴾

[الصافات: ۶۲-۶۸]

”کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟ جسے ہم نے ستم گاروں کے لیے سخت سزا بنا رکھا ہے، جو درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں، جہنمی اسی درخت کو کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بوجھل کر لیں گے، پھر اس پر گرم جلتے پانی کی ملونی ہوگی، پھر ان سب کا جہنم کی آگ کے ڈھیر کی طرف لوٹنا ہوگا۔“

یہ کھانا پریشانی اور غم کو مزید بڑھائے گا، جیسا کہ سورہ غاشیہ میں ہے:

﴿ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوعٍ ۝

[الغاشية: ۷، ۶]

”ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا، جو نہ بدن بڑھائے گا اور نہ بھوک مٹائے گا۔“

کھال سیاہ ہونے اور جلنے کے بعد انتہائی شدت اور زور سے اتاری جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَأَلَّا إِنَّهَا لَطَمَىٰ ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ﴾ [المعارج: ۱۵، ۱۶]
 ”مگر ہرگز نہ ہوگا یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔“

پھر ہڈیوں کو چورا چورا اور توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ بنا دیا جائے گا۔ فرمان الہی ہے:

﴿كَأَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمَوْقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ﴾ [الهمزة: ۴-۹]

”نہیں نہیں! یہ توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا کچھ ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی، جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔“

اس سب سے بھی بڑھ کر یہ کہ عذاب صرف جسمانی عذاب تک ہی محدود نہ ہوگا بلکہ وہاں روحانی عذاب بھی ہوگا اور وہ اس وقت ہوگا جب تیری وہ سہیلیاں جو پرہیزگار تھیں، عبادت گزار تھیں اور حجاب کی پابندی کرنے والی تھیں، جو جنت میں داخل ہو چکی ہوں گی، وہ تجھ سے کلام کریں گی اور تجھے ڈانٹ ڈپٹ کریں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نقشہ یوں پیش

فرمایا ہے:

﴿فَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۖ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۖ يَقُولُ ۖ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُصْذِقِينَ ۖ ءِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءِإِنَّا لَمَدِينُونَ﴾ [الصافات: ۵۰-۵۳]

”(جنتی) ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے، ان میں سے ایک کہے گا میرا ایک ہم نشین جو مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت کے آنے کا) یقین کرنے والوں میں سے ہے؟ بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلا ملے گا؟“

تو اللہ تعالیٰ انھیں فرمائے گا:

﴿قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطْلِعُونَ ۖ فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءٍ الْحَجِيمِ ۖ قَالَ تَاللَّهِ إِنِ كِدَتْ لَتُرْدِينَ ۖ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۖ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۖ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۖ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۖ لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ﴾

[الصافات: ۵۴-۶۱]

”کہے گا: کیا تم چاہتے ہو کہ (اے) جہانک کر دیکھ لو؟ جھانکتے ہی اسے بچوں بیچ جہنم میں جلتا ہوا دیکھے گا، کہے گا واللہ! قریب تھا کہ تو مجھے بھی برباد کر دیتا، اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر کیا گیا ہوتا۔ کیا یہ صحیح ہے کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟ بجز پہلی ایک موت کے اور نہ ہم عذاب کیے جانے والے ہیں، پھر تو ظاہر بات ہے کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔ ایسی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ پھر یوں بھی کہے گا:

﴿ اَذْلِكَ خَيْرٌ نُّزْلًا اَمْ شَجَرَةُ الزُّقُومِ ۝ اِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ۝
 اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْ اَصْلِ الْحَجِيْمِ ۝ طَلْعُهَا كَاَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِيْنَ ۝
 فَانَّهُمْ لَا يَكْلُوْنَ مِنْهَا فَمَا لَيُّوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا
 لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ ثُمَّ اِنْ مَّرَجَعَهُمْ اِلٰى الْحَجِيْمِ ﴾

[الصافات: ۶۲-۶۸]

”کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟ جسے ہم نے ستم گاروں کے لیے سخت سزا بنا رکھا ہے، جو درخت جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں، جہنمی اسی درخت کو کھائیں گے اور اسی سے پیٹ کو بوجھل کریں گے، پھر اس پر گرم جلتے پانی کی ملونی ہوگی، پھر ان سب کا جہنم کی آگ کے ڈھیر کی طرف لوٹنا ہوگا۔“

دیکھ لے یہ ہے تیری وہ سہیلی جو جنت میں جا چکی ہے، تجھے ملامت کر رہی ہے، تجھے ڈانٹ پلا رہی ہے، لیکن اس وقت یہ نصیحت تجھے کچھ بھی نفع مند نہ ہوگی۔

اہل دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا شخص:

کسی حال میں بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ میں تیرے سامنے عذاب جہنم کی ایسی مکمل ترین کیفیت بیان کر سکوں کہ جس میں کسی طرح کی کمی بیشی نہ ہو، کیوں کہ اس آگ کی صحیح اور کامل کیفیت تو صرف اس کا خالق ہی جانتا ہے، یا پھر وہ جس نے اس کا مشاہدہ کیا ہوا ہے یعنی محمد کریم ﷺ لیکن تیرے لیے اتنا جان لینا اور معلوم کر لینا ہی کافی ہے کہ اہل دوزخ میں سے ہلکے ترین عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے دو انگارے ہوں گے، جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا، تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ان دو انگاروں کا عذاب،

جو اس کے دونوں پاؤں تلے رکھے گئے ہیں، پورے جسم کے لیے نیچے سے اوپر تک ہوگا۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

« إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُوَضَّعُ فِي أَحْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ »^①

”اہل دوزخ میں سے قیامت کے روز کم ترین عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں تلووں کے نیچے دو انگارے ہوں گے، جس کے باعث اس کا دماغ کھولے گا۔“

قدموں کے نیچے کی یہ جگہ انتہائی نرم اور خراش کھانے یا پھٹنے میں بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے، یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس مقام پر تکلیف انتہائی زیادہ اور سخت اذیت کا باعث ہوتی ہے۔
تو جوان سے بڑھ کر اور سخت تر عذاب والے ہوں گے ان کا کیا حال ہوگا؟

جہنمیوں کا کھانا ”غسلین“:

جہنم میں اہل نار کا کھانا غسلین یعنی پیپ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا طَعَامَ إِلَّا مِنْ غَسْلِينَ ۝ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ﴾

[الحاقة: ۳۶، ۳۷]

”اور سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا نہیں ہے، جسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَهُمْ فِيهَا كَالْحُوتِ﴾ [المؤمنون: ۱۰۴]

① مسلم، کتاب الایمان، باب اہل النار عذاباً: ۲۱۳۔

”اور وہ وہاں بد شکل بنے ہوئے ہوں گے۔“

اس آیت کی توضیح میں نبی ﷺ سے یہ الفاظ وارد ہیں:

”آگ اسے بھون دے گی، جس کے باعث اس کا بالائی ہونٹ سمٹ اور سکر کر اوپر اٹھ جائے گا حتیٰ کہ وسط سر تک پہنچ جائے گا اور اس کا نچلا ہونٹ ڈھیلا ہو کر اس کی ناف تک آ پہنچے گا^① اور آگ کے شامیانوں کی چار دیواریں ہوں گی، ہر دیوار کی موٹائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہوگی اور اگر غَسْلین کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا ہی متعفن اور بد بودار ہو جائے۔“^②

جہنم کے مشروبات:

اہل جہنم کو پینے کے لیے حَمِيم (گرم کھولتا ہوا پانی)، صَدِيد (کچ لہو، خون ملی پیپ) اور مُهْل (تلخٹ اور کھلتا ہوا تانبا) دیا جائے گا، جس طرح کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے:

”کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا تو وہ پانی ان کے جسموں میں داخل ہوتا جائے گا حتیٰ کہ ان کے پیٹ میں جا پہنچے گا، پھر جو کچھ پیٹ میں ہوگا اسے کھینچتے اور گھسیٹتے ہوئے ان کے قدموں سے ہوتے ہوئے آر پار ہو جائے گا اور یہی مفہوم ہے ”صہر“ کا، پھر اس کا بدن ویسے ہی بنا دیا جائے گا جیسے کہ پہلے تھا۔“^③

① ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة طعام اهل النار : ۲۵۸۷۔ احمد :

۸۸/۳۔ ضعیف ترمذی : ۲۵۸۷،

② ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار : ۲۵۸۴۔ ضعیف

ترمذی : ۲۵۸۴۔

③ ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب ما جاء فی صفة شراب اهل النار : ۲۵۸۲۔ ضعیف

ترمذی : ۲۵۸۲۔

”صَّهْرُ“ سے اشارہ ہے ان آیات مبارکہ کی جانب جو سورۃ الحج میں آئی ہیں:

﴿يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ﴾ [الحج: ۱۹، ۲۰]

”اور ان کے سروں پر سے سخت گرم پانی کا ترپڑا بہایا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔“

”صَدِيدُ“ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان گرامی میں وضاحت ہے:

﴿مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَبُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَاذُ ۝ يُسَيِّغُهُ﴾ [ابراہیم: ۱۶، ۱۷]

”اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں وہ پیپ والا پانی پلایا جائے گا جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پیے گا، پھر بھی اسے گلے سے اتار نہ سکے گا۔“

یہ خون ملی پیپ والا پانی جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا، وہ اس سے کراہت کھائے گا اور جونہی اس کے چہرے کے نزدیک آئے گا تو اس کے چہرے کو اس درجہ گلا ڈالے گا کہ اس کے سر کی کھال بالوں سمیت اس میں گر پڑے گی، تو جب اسے پیے گا تو اس کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا اور بالآخر پیٹھ کے راستے سے باہر نکل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءُ هُمْ﴾ [محمد: ۱۵]

”اور انہیں گرم کھولتا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔“

اور ”مُہْلُ“ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَإِنْ يُسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ [الکہف: ۲۹]

”اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو پچھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا، جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی برا پانی ہے اور (دوزخ) بڑی بری آرام گاہ ہے۔“

مُہل کا معنی تیل کی تلچٹ کا بھی ہے، جو دیکھنے میں انتہائی قبیح، بو میں انتہائی بدبودار اور ذائقے میں انتہائی بری ہوتی ہے۔

اللہ کی قسم! یہ لوگ اس آتش جہنم میں کبھی ٹھنڈا پانی • جکھ سکیں گے اور نہ یہ لوگ کبھی کوئی لذیذ طعام چکھ سکیں گے۔

لہذا اے لوگو! ذرا رولو! اگر تمہیں رونا نہیں آتا تو تکلف سے رونے کی کوشش کرو، کیوں کہ دوزخ والے اس قدر روئیں گے کہ آنسو بہتے بہتے ان کے چہروں پر کھالیاں اور نالیاں بن جائیں گی، حتیٰ کہ ان کے آنسو منقطع ہو جائیں گے، پھر ان کی جگہ خون بہنا شروع ہوگا، جو ان کی آنکھوں کو زخمی کرتے ہوئے باہر نکلے گا، اگر ان آنسوؤں اور بہنے والے خون میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی ان میں بہنے لگیں۔

رسول مکرم ﷺ نے بالکل بجا فرمایا ہے:

«وَاللّٰهُ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمَ اللّٰهُ لَمَاتُمْ قَلِيْلًا وَّلٰيَكُم كَثِيْرًا» ①

”اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم بہت تھوڑا مسواور بہت زیادہ رویا کرو۔“

① مسلم، کتاب الکسوف، باب صلاة الکسوف : ۱۰۹۔ ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی قول النبی ﷺ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمَ اللّٰهُ لَمَاتُمْ قَلِيْلًا : ۲۳۱۲۔

تو جس آدمی کا اللہ تعالیٰ سے خوف اور خشیت کے باعث رونا زیادہ ہو جائے گا تو وہ آخرت میں بہت زیادہ خوش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ﴾ [الطور: ۲۲۶]

”((اہل جنت کہیں گے کہ) اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں میں بہت ڈرا کرتے تھے (یعنی ہم ڈر ڈر کر، خوف کے مارے ہوئے اور رو رو کر رہا کرتے تھے)۔“

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿قَالَ احْسَبُوا فِيهَا ۖ لَا تُكَلِّمُونَ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سُحْرَاءَ حَتَّىٰ أَسْوَأَكُمْ ذِكْرِي ۖ وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ﴾ [المؤمنون: ۱۰۸-۱۱۰]

”اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر پکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی: ”اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لا چکے ہیں، تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما، تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔“ لیکن تم ان کا مذاق ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس عمل میں) ان کے پیچھے تم میری یاد بھلا بیٹھے اور تم ان سے مخول ہی کرتے رہے۔“

اور ایک مقام پر اس طرح فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ۖ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَرُونَ ۖ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ﴾

[المطففين: ۲۹-۳۱]

”گنہگار لوگ ایمان داروں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے اشاروں کنایوں سے ان کی تحقیر کیا کرتے تھے اور جب انہوں کی طرف لوٹتے تو دل لگی کیا کرتے تھے۔“

ستر ہزار لگا میں اور باگیں:

آتش جہنم کی قوت و طاقت کے پیش نظر قیامت کے روز ہم دیکھیں گے کہ جہنم کو ستر ہزار لگاموں سے کھینچ کر لایا جائے گا اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے تھامے ہوئے ہوں گے اور اسے کھینچ کر لا رہے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں:

«يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَحْرُونَهَا»^①

”قیامت کے روز جہنم کو (اس حال میں) لایا جائے گا (کہ) اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔“

یہ حدیث مبارکہ ان کر رہی ہے کہ لفظ جہنم ساری آگ کے لیے ایک ”اسم علم“ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ”یؤتی“ جہنم کو لایا جائے گا یعنی اس مقام سے لایا جائے گا جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کرنے کے بعد رکھا ہوا ہے، اسے پورے میدان محشر کے گرد رکھا جائے گا حتیٰ کہ جنت کو جانے کے لیے بغیر پل صراط کے کوئی اور راستہ باقی نہیں رہے گا اور

① مسلم، کتاب الحجۃ و صلاۃ، باب جہنم أَعَادَنَا اللَّهُ مِنْهَا: ۲۸۴۲۔ ترمذی:

”الزام“ (لگام) اس رسی وغیرہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو مضبوطی اور سختی سے باندھا جائے اور اتنی زیادہ تعداد میں لگا میں اس لیے ہوں گی کہ وہ جہنم کو ارضِ معشر میں چڑھائی کرنے سے روکے ہوئے ہوں گی، صرف اس میں سے گردنیں بلند ہوں گی جو اس شخص کو پکڑ کر لے جائیں گی، جس کو پکڑنے کا اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا ہوگا۔

وہ دوزخ اس حال میں آئے گی کہ اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں گے، جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ سخت دل اور مضبوط جسم والے ہوں گے یعنی ”غِلَظٌ شِدَادٌ“ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اقدس ہے:

﴿عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ [المدثر: ۳۰]

”اور اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔“

تو ان سے مراد ان کے رؤسا فرشتے ہیں جیسا کہ ابھی آگے بیان آ رہا ہے اور رہے آگ کے دوسرے فرشتے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی موجود ہے:

﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ [المدثر: ۳۱]

”تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

جہنم کے داروغے:

اور اگر تو جہنم کے داروغوں کے بارے میں استفسار کرے گی تو سن لے کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ چند یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب (جنی اللہ عنہم) سے پوچھا:

”کیا تمہارا نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتا ہے؟“ انھوں نے جواباً کہا:

”جب تک ہم آپ سے پوچھ نہ لیں ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔“ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کہنے لگا: ”یا محمد! (ﷺ) آج تو تیرے اصحاب مغلوب ہو گئے۔“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”کس وجہ سے مغلوب ہو گئے؟“ اس نے کہا: ”یہودیوں نے ان سے سوال کیا تھا کہ کیا تمہارا نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتا ہے؟“ آپ ﷺ نے پوچھا: ”تو انھوں نے کیا جواب دیا؟“ کہنے لگا: ”انھوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے نبی اکرم ﷺ سے جب تک پوچھ نہ لیں کچھ نہیں بتا سکتے۔“ تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ قوم مغلوب نہیں ہو سکتی جن سے ایسے سوالات کیے جائیں جو وہ نہ جانتے ہوں اور وہ ان کے جواب میں کہیں کہ جب تک ہم اپنے نبی سے دریافت نہ کر لیں ہم کچھ نہیں بتا سکتے، جبکہ یہ لوگ خود ایسے ہیں کہ انھوں نے اپنے نبی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) سے یہ سوال کیا تھا:

﴿أَرِنَا اللَّهَ جَهَنَّمَ﴾ [النساء: ۱۵۳]

”ہمیں اللہ تعالیٰ کھلم کھلا دکھا دے۔“

ان دشمنان الہی کو میرے پاس لاؤ، میں ان سے جنت کی مٹی کی بابت استفسار کرتا ہوں اور وہ مٹی ملائم ہے۔“ تو جس وقت وہ آئے، انھوں نے پوچھا: ”اے ابو القاسم! جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟“ تو آپ ﷺ نے (اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ”اس طرح اور اس طرح۔“ ایک بار آپ نے دس بتایا اور دوسری بار نو۔ یہودی بولے: ”جی ہاں!“ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: ”جنت کی مٹی کیسی ہے؟“ راوی کہتا ہے سبھی خاموش ہو گئے، پھر کہنے لگے: ”ابو القاسم! حُجْرَة (روٹی)۔“ تب نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”روٹی ملائم مٹی سے۔“^①

آتش جہنم آتش دنیا سے ستر گنا تیز ہوگی:

اگر تو آگ کے جلنے اور اس کے جلانے کی سطح اور درجہ حرارت کے بارے میں پوچھے تو یہ یاد رکھ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”آگ کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر اسے ایک ہزار برس تک مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اسے مزید ایک ہزار برس تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی، لہذا اب وہ انتہائی تاریک اور سیاہ ہے۔“^②

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« نَارُكُمْ هَذِهِ الَّتِي يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءًا مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ »

”تمہاری یہ آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے یہ نار جہنم کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“

صحابہ کرام بولے: ”یا رسول اللہ! بلاشبہ یہی آگ کافی تھی۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بلاشبہ وہ آگ اس سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے اور ہر حصے میں اتنی ہی گرمی ہے۔“^③

① ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، سورة المدثر : ۳۳۲۷۔ ضعیف ترمذی : ۳۳۲۷۔ الضعیفة : ۳۳۴۸۔

② ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب فی صفة النار أنها سوداء مظلمة : ۲۵۹۱۔ ضعیف ترمذی : ۲۵۹۱۔ الضعیفة : ۱۳۰۵۔

③ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار و أنها مخنوفة : ۳۲۶۵۔ مسلم، کتاب الحنة و صفة نعیمها، باب جہنم أعادنا الله منها : ۲۸۴۳۔ ترمذی : ۲۵۰۹۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« نَارُكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَ لَوْ لَا أَنَّهَا أُطْفِئَتْ بِالْمَاءِ مَرَّتَيْنِ مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا »^①

”تمہاری یہ آگ آتش دوزخ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، اگر اسے پانی سے دو مرتبہ بجھایا نہ گیا ہوتا تو کسی کو اس سے کچھ فائدہ نہ ملتا۔“

اس کے جلانے کی شدت یوں سمجھ لیں کہ دنیا کا خوشحال ترین بندہ اس آگ کے فقط ایک ہی غوطے سے سب نعمتیں بھول جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے روز اہل دنیا میں سب سے زیادہ آسائشوں اور نعمتوں والے دوزخی شخص کو لایا جائے گا، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا: ”اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی خیر اور نعمت دیکھی؟ کیا تیرے قریب سے کبھی کسی نعمت کا گزر ہوا؟“ تو وہ جواب میں بولے گا: ”اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! بالکل نہیں۔“ پھر اہل دنیا میں سے سب سے زیادہ سختیوں اور مصیبتوں والے جنتی شخص کو لایا جائے گا، اسے جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: ”کیا تو نے کبھی کوئی خیر دیکھی؟ کیا تیرے پاس سے کبھی کسی مصیبت کا گزر ہوا؟“ تو وہ کہے گا: ”اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! بالکل نہیں، میرے پاس سے کبھی کوئی سختی نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی پریشانی ہی دیکھی ہے۔“^②

① ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفۃ النار: ۴۳۱۸۔

② مسلم، کتاب صفات المستغنی، باب صیغ أنعم أهل الدنيا فی النار: ۲۰۰۷۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قیامت کے دن کافروں میں سے اہل دنیا کے سب سے خوشحال آدمی کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ”اے آتش دوزخ میں ایک غوطہ دے کر لاؤ۔“ اسے ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر باہر نکالا جائے گا، بعد ازاں اس سے پوچھا جائے گا: ”ارے فلاں! کیا کبھی تجھے کوئی نعمت ملی ہے؟“ وہ کہے گا: ”نہیں، مجھے کبھی کوئی نعمت نہیں ملی۔“ اور پھر مومنوں میں سے سخت ترین آزمائشوں اور پریشانیوں والے شخص کو لایا جائے گا، اس کے متعلق کہا جائے گا: ”اے جنت کی فضا میں ایک غوطہ دے کر لاؤ۔“ اسے ایک غوطہ دے کر نکالا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: ”ارے فلاں! کیا کبھی تجھے کوئی پریشانی یا مصیبت آئی؟“ تو وہ کہے گا: ”مجھے کبھی کوئی پریشانی نہیں آئی اور نہ کوئی مصیبت ہی آئی ہے۔“^①

نبی اکرم ﷺ کے فرمان گرامی ”تمھاری یہ آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، آتش دوزخ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے“ سے مراد یہ ہے کہ اگر یہ ساری کی ساری آگ جسے آدم کے بیٹے جلاتے ہیں، جمع کر لی جائے تو جہنم کے حصوں میں سے فقط ایک حصہ ہی بنے گی، اگر ساری دنیا کے ایندھن اکٹھے کر لیے جائیں پھر انھیں جلایا جائے حتیٰ کہ سب آگ ہی آگ بن جائے تو یہ نار جہنم کے اجزا میں سے صرف ایک جز ہی بنے گا جو ان ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا، جو آگ دنیا دی آگ سے حرارت میں کہیں بڑھ کر ہوگی۔

عذاب کی شدت کا اس امر سے اندازہ لگالیں کہ بذات خود آگ بھی شکوہ کر رہی ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِشْتَكَّتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ! اُكُلْ بَعْضِيْ بَعْضًا، فَجَعَلَ

لَهَا نَفْسَيْنِ، نَفْسٌ فِي الشِّتَاءِ، وَ نَفْسٌ فِي الصَّيْفِ، بِأَشَدِّ مَا تَجِدُونَ
 مِنَ الْبُرْدِ مِنْ زَمَهِيرِهَا وَأَشَدِّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ سُومِهَا»^①
 ”آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی، اس نے کہا: ”اے میرے پروردگار! میرا
 بعض حصہ بعض حصے کو کھائے جا رہا ہے۔“ تب اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دو سانس
 مقرر فرمادیے، ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں، جو سردی لی
 شدت تم محسوس کرتے ہو یہ اس کے ٹھنڈے سانس (زمہریر) کے باعث ہے اور جو
 گرمی کی شدت تم پاتے ہو یہ اس کے گرم سانس (سوم) کی وجہ سے ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے
 کہ ہم نے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

”کیا تم جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے؟“ ہم عرض پرداز ہوئے: ”اللہ اور اس کا
 رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا فَهُوَ يَهْوِي فِي
 النَّارِ إِلَى الْآنِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا))^②

”یہ اس پتھر کی آواز ہے جسے آج سے ستر برس قبل آگ میں پھینکا گیا تھا، وہ اس وقت
 سے اب تک آگ میں نیچے ہی گرتا گیا حتیٰ کہ اب اس کے پیندے تک پہنچا ہے۔“

دوزخ کی زنجیریں:

اگر تو اس کی زنجیروں کی بابت سوال کرے تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

① مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الابراد بالظہر الخ : ۲۱۷۔ ترمذی،

کتاب صفة الجہنم، باب ماجاء ان للنار نفسین الخ : ۲۵۹۲۔

② مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها، باب جہنم أعادنا الله منه : ۲۸۴۴۔

﴿وَلَهُمْ مَّقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ﴾ [الحج: ۲۱]

”اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے بھوڑے تیرے۔“

دوسرے مقام پر ہے:

﴿إِذَا الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلْسِلُ يُسْحَبُونَ﴾

[المؤمن: ۷۱]

”جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور وہ گھسیٹے جائیں گے۔“

سورہ حاقہ میں ہے:

﴿ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ﴾

[الحاقہ: ۳۲]

”پھر اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز کی ہے، جکڑ دو۔“

راہِ منزل میں ہے:

﴿وَلَا يَنْفَعُ لَدَيْنَا أَنْكَالٌ وَاحْجِمَا﴾ [المزمل: ۱۲]

”یقیناً ہمارے ہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلگی ہوئی آگ ہے۔“

”نسرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنڑی کے ایک بڑے پیالے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

”اگر اس کے برابر پتھر کا ٹکڑا آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے، حالانکہ

سولہ سو سال کی مسافت ہے تو وہ رات ہونے سے قبل ہی زمین تک پہنچ جائے

۔۔۔ اگر اس پتھر کو زنجیر کے ایک سرے سے چھوڑا جائے تو اس کے دوسرے

کونے، اس کی آخری جز یا اس کے پیندے تک پہنچنے کے لیے رات دن

چالیس برس تک وہ چلتا رہے گا۔“^①

ہمیں بکار بن عبداللہ نے خبر دی ہے، انھوں نے ابن ابی ملیکہ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”وہ زنجیر جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ذَرُّعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا﴾

[الحاقۃ: ۳۲] (جس کی پیمائش ستر گز کی ہے) اس زنجیر کا ایک حلقہ ساری دنیا

کے تمام لوہے کے برابر ہے۔“^②

میں نے سفیان سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان گرامی: ﴿فَاسْلُكُوْهُ﴾ [الحاقۃ:

۳۲] (اسے جکڑ دو) کے متعلق سنا ہے، آپ نے فرمایا تھا: ”ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ

زنجیر اس کی دہر (پیٹھ) میں داخل کر کے اس کے منہ سے نکالی جائے گی۔“^③

اور ابن زید نے کہا: ”یہ بات کہی جاتی ہے کہ اہل دوزخ پر قیامت کے روز کوئی لمحہ بھی

نہیں گزرے گا مگر ہر لمحہ ان کے کسی ایک گروہ پر رحمت ایزدی برسی جائے گی اور وہ دوزخ

سے نکلتے جائیں گے اور دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ اہل جہنم کی بیڑیوں میں سے ایک

حلقہ ہی اگر دنیا کے کسی بڑے سے بڑے پہاڑ پر پھینک دیا جائے تو اسے توڑ کر رکھ دے۔“



① ترمذی، کتاب صفة جہنم، باب فی بعد قعر جہنم: ۲۵۸۸۔ ضعیف ترمذی:

۲۵۸۸۔ مشکوٰۃ للالبانی: ۵۶۱۷۔ وقال شعيب الارناؤوط: اسنادہ حسن، مسند

احمد: ۶۷۵۶۔

② تفسیر ابن کثیر سورۃ حاقۃ: ۳۲۔

③ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحاقۃ: ۳۲۔

آگ کا ایندھن

اور اگر تو اس کے ایندھن اور اس کی دیا سلائی کی بابت سوال کرے تو سن لے کہ لوگ اور پتھر اس کا ایندھن ہوں گے، گویا ہم میں سے جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ اس کی دیا سلائی کی تیلیوں میں سے ایک تیلی بن جائے گا، کس قدر سخت عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ [البقرة: ۲۴]

”جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔“

”وَقُودُ“ واؤ کی زبر سے فَعُول کے وزن پر ”ایندھن“ کے معنی میں ہے۔ اسی طرح ”الطُّهُورُ“ پانی کا نام ہے، ”السُّحُورُ“ کھانے کا نام ہے اور ”فَعُولُ“ (فا کی پیش کے ساتھ) فعل کا اسم یعنی مصدر ہوتا ہے اور ”الناس“ عام ہے، اس کا معنی ہوگا وہ سب لوگ جن کے متعلق دوزخ کا فیصلہ ہو جائے گا، وہ بالخصوص اس دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین!)

آگ کا ایندھن نوجوان، اوہیز عمر، بوڑھے اور بے پردہ عورتیں ہوں گی، جن کا واویلا اور بین بہت زیادہ ہوگا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پتھروں سے مراد بت ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے:

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾

[الانبیاء: ۹۸]

”بے شک جن جن کی اللہ کے سوا تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔“

حَصَب کا معنی حَطَب (ایندھن) ہی ہے اور ایندھن کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس سے آگ جلائی اور بھڑکائی جاتی ہے۔ معنی اول کی تفسیر میں یہ کہا جائے گا کہ لوگ اور پتھر آتش جہنم کا ایندھن بنیں گے اور تفسیر ثانی کے اعتبار سے یہ معنی ہوگا کہ لوگ آگ اور پتھروں سے عذاب دیے جائیں گے۔

حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

«كُلُّ مُؤَذِّبٍ فِي النَّارِ»^①

”ہر اذیت پہنچانے والا آگ میں ہوگا۔“

اس کی تفسیر دو طرح سے کی جاتی ہے:

① جس نے بھی دنیا میں لوگوں کو اذیت پہنچائی ہوگی اسے اللہ تعالیٰ آخرت میں آگ کا عذاب دے گا۔

② دنیا میں لوگوں کو اذیت پہنچانے والے جتنے بھی درندے اور موذی حشرات الارض وغیرہ ہیں، یہ بھی دوزخیوں کو اذیت پہنچانے کے لیے وہاں موجود ہوں گے۔ اور بعض اہل علم اس موقف کے قائل ہیں کہ پتھروں سے مخصوص عذاب فقط کافروں ہی کو ہوگا۔ (واللہ اعلم)

① کنز العمال: ۳۹۴۸۴۔ تاریخ بغداد: ۲۹۹/۱۱۔ اس میں الاشج راوی ضعیف ہے۔

جہنم اور زیادہ کا مطالبہ کرے گی:

جہنم کبھی قناعت نہیں کرے گی بلکہ اس کی آواز کی سختی اور اس کی گرج کا دبدبہ مزید بڑھتا جائے گا، وہ ”اور زیادہ“ کا تقاضا کرتی جائے گی، وہ اس وقت تک کسی صورت بھی قناعت نہیں کرے گی جب تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم مبارک نہ رکھ دیں، جو چیز تیرے وہم و خیال اور دل و دماغ میں آرہی ہے اللہ تعالیٰ اس کے برعکس اور خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَقُلْ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ﴾ [ق: ۳۰]

”وہ (دوزخ) جواب دے گی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟“

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں مسلسل دوزخیوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی جائے گی: ”هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ“ (کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟) حتیٰ کہ اللہ رب العزت اپنے قدم مبارک اس میں رکھیں گے، تب اس کا بعض حصہ بعض میں سکڑتا جائے گا تو وہ بولے گی: ”بس بس! تیری عزت کی قسم اور تیرے کرم و فضل کی قسم!“ اور جنت میں جگہ خالی بچ جائے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے اور انھیں بھی ہوئی جگہ میں آباد کریں گے۔“^①

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں اس طرح بھی آتا ہے: ”البتہ جو دوزخ ہے وہ نہیں بھرے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم مبارک رکھیں گے، پھر وہ بول اٹھے گی: ”بس بس!“ تب وہ بھر جائے گی، اس کے بعض حصے باہم سکڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی خلقت میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائیں

گے، البتہ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔“^①

قیامت کے روز سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب سے دوچار کرتے ہیں۔ ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ملک شام میں چند سامی النسل لوگوں کے پاس سے گزرے جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا، آپ نے استفسار کیا:

”ان کا کیا جرم ہے؟“ وہ بولے: ”انہیں جزیہ کی عدم ادائیگی کی بنا پر محبوس رکھا گیا ہے۔“ تب ہشام رضی اللہ عنہ بولے: ”میں شہادت دیتا ہوں کہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے:

«إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا»^②

”یقیناً اللہ عزوجل ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔“

اور اہل دوزخ میں سب سے سخت اور زیادہ عذاب اس عالم دین کو ہوگا جس نے اپنے علم کے مطابق عمل نہ کیا ہوگا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”ایک آدمی کو لا کر واصل جہنم کیا جائے گا تو وہ اس میں اس طرح جکی پیسے گا جیسے گدھا پیتا ہے، دوزخی اس کے گرد جمع ہونے لگیں گے اور اسے کہیں گے: ”ارے فلاں! کیا تو ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کیا کرتا تھا؟“ وہ جواب دے گا: ”میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور

① مسلم، کتاب الحنة، باب النار يدخلها الجبارون الخ: ۲۸۴۶۔

② مسلم، کتاب البر والصلة، باب الوعيد الشديد لمن عذب الخ: ۲۶۱۳۔

میں تمہیں تو برائی سے روکا کرتا تھا لیکن خود وہی کام کیا کرتا تھا۔“^①

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”روز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم رسید کر دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں بڑی تیزی سے آگ میں باہر نکل آئیں گی، پھر وہ ان کے گرد یوں گھومے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے، دوزخی اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور اسے کہیں گے: ”اے فلاں! تیری کیا حالت ہے؟ تجھے کیا وجہ بنی.....؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور تو ہمیں برائی سے نہیں روکتا تھا؟“ وہ بولے گا: ”میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور میں تمہیں تو نبی عنہم سے روکتا تھا۔“^②

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں شب اسرا میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے تراشے جا رہے تھے، جب کٹ جاتے تو پھر دوبارہ لوٹا دیے جاتے، میں نے دریافت کیا: ”اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟“ وہ بولا: ”یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو (دوسروں کو تو نیک بات) کہتے تھے لیکن (خود اس پر عمل) نہیں کرتے تھے، جو کتاب اللہ کو پڑھتے تو تھے مگر عمل نہیں کیا کرتے تھے۔“^③

ابن المبارک رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے، کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے خبر

① بخاری، کتاب الفتن، باب الفتنۃ التي تموج تموج البحر: ۷۰۹۸۔

② بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة: ۳۲۶۷۔

③ الترغیب والترہیب: ۲۳۵/۳۔

دی ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں نے شبِ اسراء و معراج چند اشخاص کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: ”اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟“ اس نے جواب دیا: ”خطبا، یعنی وہ لوگ جو لوگوں کو تو نیکی کا کہتے تھے لیکن اپنی جانوں کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ لوگ کتابِ الہی کی آیات بھی تلاوت کیا کرتے تھے۔“ ①

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں تین آیات قرآنیہ کی وجہ سے بیان کرنے کو ناپسند رکھتا ہوں، ایک تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ گرامی:

① ﴿ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ ﴾

[البقرة: ۴۴]

”کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ باوجود یہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو۔“

② ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ

أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴾ [الصف: ۳۰۲]

”اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔“

③ ﴿ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلَأَ لَكُمْ إِلَى مَا أَنَّهُكُمْ عَنْهُ ﴾ [هود: ۸۸]

”میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمہاری مخالفت کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں۔“

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کافر کی یہ بات موجود ہے کہ اے میرے پروردگار! قیامت کو قائم نہ کرنا، اے میرے پروردگار! قیامت قائم نہ فرمانا، اے میرے رب! قیامت کو قائم نہ کرنا۔ کیوں کہ وہ خیال کرتا ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ ہوگا جس میں اب وہ مبتلا ہے اور خطبا کے متعلق تو یہ بھی آتا ہے کہ ان کے مخصوص اعضا کو قبروں میں عذاب ہوگا، یہ ان کے علاوہ دوسروں کو نہیں ہوگا اور یہ فقط ان کے اس عظیم گناہ کے مرتکب ہونے کے باعث ہوگا جو ان کے قول و فعل کا تضاد تھا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

آگ میں سب سے سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو جبار اور متکبر ہوں گے، جس طرح کہ دوزخ نے کہا ہے:

﴿مَا لِي لَا يَدْخُلْنِي إِلَّا الْعَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ﴾^①

”میری حیثیت کیا ہے کہ مجھ میں صرف جبار اور متکبر لوگ ہی داخل ہوں گے۔“

اور جس طرح کہ دوزخ نے یہ بھی کہا ہے:

”تین آدمیوں کو میرے سپرد کر دیا گیا ہے، تین اشخاص کو میرے حوالے کر دیا

گیا ہے، تین طرح کے لوگوں کو میرے ذمے لگا دیا گیا ہے۔“

① جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود بنا لیا ہے وہ میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔

② ہر جبار اور سرکش ضدی کو میرے حوالے کر دیا گیا ہے۔

- ③ اور فوٹو گرافروں کو، تصویریں بنانے والوں کو میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔“^①
- یعنی وہ لوگ جو تمثال، مجسمے اور مجسم تصویریں بناتے ہیں اور جن کے ساتھ وہ تخلیق الہی سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔



عورتوں کے لیے آگ کی کنجیاں

(الف)

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں کے درمیان عام ہیں

(ب)

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں اور مردوں
کے مابین مشترک ہیں

”جوان ہلاک کرنے والے امور میں جا پڑے گا، بلاشبہ
آگ اس کا انتظار کر رہی ہے اور روز قیامت
وہ اسے جھپٹ لے گی۔“

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں کے درمیان عام ہیں

شرک:

تمام گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے، یہ ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

[النساء: ۴۸]

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشا اور اس کے سوا گناہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

شرک سے مراد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا ہے یا عبادت کے کاموں میں سے کوئی کام غیر اللہ کے لیے اختیار کرنا، جیسے خشیت، خوف، انابت، پناہ لینا، فریاد رسی کرنا، مدد مانگنا، مدد کا تقاضا کرنا، قوت اور شفا کا سوال کرنا..... یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر کی طرف ان میں سے کوئی کام پھیرنا۔

انہی امور میں سے غیر اللہ کے لیے نذر ماننا، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا اور غیر اللہ کی قسم

کھانا، اس نیت اور مقصد سے کہ جس کے نام کی قسم کھا رہا ہے اس کی ایسی تعظیم مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔

عورتوں کا قبرستان جا کر مردوں سے فریاد کرنا، ان سے مدد طلب کرنا اور ان سے دعا کرنا کہ میرے مریض کو صحت یاب کر دے، میرے لخت جگر کو کامیاب کر دے، میرے کام کو آسان کر دے وغیرہ، یہ کام بھی شرک ہیں۔

جادو:

عورتوں کے لیے آگ کی چابیوں اور کنجیوں میں سے ایک ”جادو“ بھی ہے، یہ امور برابر برابر ہیں کہ خواہ جادو کا عمل بذات خود کیا جائے یا جادوگر کے پاس جایا جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کی جائے۔ جادوگر لازماً کفر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَكِنَّ الشَّيْطَانَ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ النَّاسِ السَّحَرِ﴾

[البقرة: ۱۰۲]

”بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔“

جادوگر جیسے جیسے کفر میں بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے ہی شیطان کی اس کے ساتھ دوستی، اس کی فرمانبرداری اور اس کے کام کی انجام دہی بڑھتی جاتی ہے۔ ان میں سے کچھ تو دودھ سے وضو کرتے ہیں اور کچھ دین کو سب و شتم کرتے ہیں، کچھ رسول اللہ ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتے ہیں، بلکہ ان میں سے کچھ تو اللہ رب العالمین سبحانہ و تعالیٰ کو دشنام دیتے ہیں اور ان میں سے کچھ حمام میں اس حال میں داخل ہوتے ہیں کہ حالت نجاست میں اپنے پاؤں میں قرآن پاک کے اوراق رکھتے ہیں اور ان میں سے کچھ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں۔ شیطان ملعون کا انسان کو جادو کی تعلیم دینے کا فقط یہی ایک مقصد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمُنِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرُّوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۱۰۲]

”وہ دونوں کسی شخص کو اس وقت تک (جادو) نہیں سکھاتے تھے، جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے وہ خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے سیکھ لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ وہ یہ جانتے ہوتے۔“

جادوگر کی سزا قتل ہے، کیوں کہ یہ کافر ہے یا کفر کے قریب ہے۔

بحالہ بن عبدہ نے کہا ہے:

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موت سے ایک برس قبل ہمارے پاس آپ کا خط آیا کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو۔“^①

البتہ جو عورت کسی عراف (ستارے دیکھ کر لوگوں کے احوال بتانے والے)، جادوگر یا کسی نجومی، کاہن کے پاس آتی ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، اس نے ایسا چھوٹے

درجے کا کفر کیا ہے جو اسے ملت اسلام سے باہر نہیں نکالتا بلکہ یہ ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے جو کفر اکبر کے قریب تر ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« مَنْ أَثْبَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَلَّاهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ »^①

”جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آئے پھر جو وہ کہتا ہے ان باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے (حضرت) محمد ﷺ پر نازل شدہ دین سے کفر کیا۔“
اور جو عورت کسی عراف یا جادوگر کے پاس گئی اور اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَمَنْ أَثْبَى عَرَّافًا فَصَلَّاهُ بِمَا يَقُولُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا »^②
”اور جو کوئی کسی عراف کے پاس آئے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

ترک نماز:

کفر و شرک کے بعد اللہ علام الغیوب کے ہاں تمام گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ”ترک نماز“ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۚ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيِّينَ ۚ وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمُسْكِينِ ۚ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْحَائِضِينَ ۚ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۚ حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ ۚ ﴾ [المدرثر: ۴۲-۴۷]

① مسند احمد: ۴۲۹/۲۔ ابوداؤد: ۳۹۰۴۔ ترمذی: ۱۳۵۔

② مسند احمد: ۶۸/۴۔ مسلم: ۲۲۳۰۔

”اہل جنت دوزخیوں سے پوچھیں گے: ”تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟“ وہ جواب دیں گے: ”ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے اور جزا و سزا کے دن کو بھی ہم سچا نہیں جانتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔“

اور سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ﴾ [مریم: ۵۹]

”پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔“ اور اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

﴿ قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴾

[الماعون: ۴، ۵]

”ان نمازیوں کے لیے افسوس اور دلیل نامی جہنم ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔“

تو جب نماز کو اوقات مقررہ سے تاخیر سے ادا کرنے والے کا یا اس نمازی کا جو اس کے ارکان اور خشوع کو صحیح ادا نہیں کرتا، یہ حال ہے تو تارک نماز کا کیا حال ہوگا؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

① ((الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ))

① مسند احمد: ۳۴۶/۵۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلوة:

”ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہے، جس نے اسے ترک کیا بلاشبہ اس نے کفر کیا۔“

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ»^①
 ”جس کی نماز عصر فوت ہو جائے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔“
 نبی دو عالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«يَبْنِ الْعَبْدُ وَبَيْنَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ»^②
 ”بندۂ (فرمانبردار) اور شرک کے درمیان ترک نماز کا فاصلہ ہے۔“
 نبی کائنات ﷺ نے مزید فرمایا:

«مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا غَفَقَدَ بَرَأَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ»^③
 ”جس نے دانستہ نماز چھوڑی تو یقیناً اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ختم ہو گیا۔“
 اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”خبردار! جس نے نماز ضائع کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔“^④
 ابراہیم غنی رضی اللہ عنہ اور ایوب اسحیانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

- ① ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاة، باب فی التفریط فی الصلاة: ۳۴۴۹۔ بخاری: ۵۵۳۔
- ② مسلم، کتاب الایمان، باب بیان طلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوة: ۸۲۔ ترمذی: ۲۶۱۹۔ ابو داؤد: ۴۶۷۸۔
- ③ مسند احمد: ۲۳۸/۵۔ ابن ماجہ: ۴۰۳۴۔ أدب المفرد: ۱۸۔ یہ حدیث اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔
- ④ صحیح۔ تعظیم قدر الصلاة لابن نصر: ۹۲۵۔

”جس نے نماز ترک کر دی اس نے بلاشبہ کفر کیا۔“^①

الجریری رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی ہے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكُّهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ»^②

”رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نماز کے علاوہ کسی عمل کو چھوڑنا کفر خیال نہ کرتے تھے۔“

ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا ہے:

”شُرک کے بعد اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے کہ نماز کو چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس کا وقت گزر جائے اور کسی مومن کو ناحق قتل کر دیا جائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ»^③

”بلاشبہ قیامت کے روز بندے سے اس کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے، پس اگر نماز درست ہوئی تو بلاشبہ وہ کامیاب و کامران ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو یقیناً وہ خائب و خاسر ہو جائے گا۔“

① صحیح۔ تعظیم قدر الصلاة لابن نصر: ۹۷۸۔

② مستدرک حاکم: ۷/۱۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلوة: ۲۶۲۲۔

③ ترمذی، کتاب الصلوة، باب ما جاء أن أول ما يحاسب الخ: ۴۱۳۔ نسائی: ۴۶۶۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

« أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ »^①

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ اس بات کی شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے (آخری) رسول ہیں اور وہ نماز قائم کر لیں اور زکوٰۃ دینے لگ جائیں۔ جب وہ یہ کام کرنے لگ جائیں تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال محفوظ کر لیے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اور معاملہ اللہ کے ذمہ ہوگا۔“

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: ”یا رسول اللہ! اللہ کا ڈر اختیار کریں۔“ تب آپ ﷺ نے فرمایا:

« وَيَلْكَ أَوْلَاسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ أَتَقِيَ اللَّهَ؟ »

”تیری بربادی ہو، کیا میں پوری زمین کی مخلوقات میں سے اس بات کا سب سے زیادہ حق دار نہیں ہوں کہ میں اللہ سے ڈروں؟“

تب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے: ”یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں؟“ تو رسول مکرم ﷺ نے فوراً فرمایا:

«لَا، لَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيَ»^①

”نہیں، شاید کہ یہ نماز پڑھتا ہو۔“

مسند احمد میں ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَى الصَّلَاةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ،
وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُتَيْيَ بْنِ خَلْفٍ»^②

”جس نے نماز کی حفاظت نہ کی، اس کے لیے نہ تو نور ہوگا اور نہ کوئی برہان ہوگی اور نہ اس کی نجات ہوگی اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہنے لگی:

”اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کر لیا ہے اور میں نے اس گناہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ بھی کر لی ہے، آپ بھی میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرا گناہ بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔“ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا: ”تیرا گناہ کیا تھا؟“ وہ بولی: ”اے اللہ کے نبی! میں نے بدکاری کی تھی اور میں نے ایک بچے کو جہنم دیا تھا جسے بعد ازاں میں نے قتل کر دیا تھا۔“ تب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: ”اے بدکار! یہاں سے فوراً نکل جا، کہیں تیری نحوست سے آسمان سے آگ نہ اتر آئے جو ہمیں بھی جلا

① مسلم، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج و صفاتهم: ۱۰۶۴۔

② مسند احمد: ۱۶۹/۲۔ سنن دارمی: ۳۰۲، ۳۰۱/۲۔

دے۔“ چنانچہ وہ عورت بڑے شکستہ دل کے ساتھ آپ کے ہاں سے چلی آئی پھر سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی: ”اے موسیٰ! رب تعالیٰ آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اس تو بہ کرنے والی کو کیوں لوٹا دیا ہے؟ کیا آپ نے کوئی اس سے زیادہ گناہ گار نہیں دیکھا؟“ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: ”اے جبریل! اس سے زیادہ گناہ گار کون ہے؟“ بولے: ”جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا۔“

بعض اسلاف سے یہ حکایت بھی مروی ہے کہ ایک شخص اپنی فوت شدہ بہن کے پاس آیا، اسے دفناتے ہوئے اس کا روپوں والا بٹوا قبر میں گر گیا، دفناتے ہوئے کسی کو علم نہ ہوا، جب سب لوگ دفنانے سے فارغ ہو کر واپس پلٹ آئے، تو اسے یاد آیا، وہ اپنی بہن کی قبر پر گیا، لوگوں کی عدم موجودگی میں اس نے قبر کھودی، تو دیکھا کہ قبر تو اس پر آگ بھڑکائے ہوئے ہے، اس نے فوراً مٹی ڈالنا شروع کر دی، غمزدہ روتے ہوئے اپنی ماں کے پاس آیا، بولا: ”اے میری ماں! مجھے میری بہن کے متعلق ذرا بتاؤ، وہ کیا کام کیا کرتی تھی؟“ ماں نے کہا: ”اس کے متعلق تیرے اس سوال کی وجہ کیا ہے؟“ بولا: ”اماں جان! میں نے اس کی قبر کو دیکھا ہے جو اس پر آگ بھڑکا رہی ہے۔“ وہ کہتا ہے وہ بھی رونے لگی اور بولی: ”بیٹا! تیری بہن نماز میں سستی کیا کرتی تھی اور اسے وقت کے بعد ادا کرتی تھی۔“

یہ حال تو اس شخص کا ہے جو نماز بے وقت پڑھتا ہے، اس کا کیا حال ہوگا جو نماز کے قریب ہی نہیں آتا؟ ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ہماری نمازوں کو مقررہ اوقات پر پڑھنے اور ان کی محافظت کرنے پر مدد فرمائے، بلاشبہ وہ سخی اور کریم ہے۔^①

یہ تھا حال اس عورت کا جو نمازیں تو پڑھتی تھی مگر بے وقت، تو اس خاتون کا کیا بنے گا

جو جمعہ، عیدین اور ماہ رمضان کی نمازوں کے سوا بقیہ نمازیں پڑھتی ہی نہیں؟ اور وہ جو تمام نمازیں چھوڑنے والی ہے اس کا کیا حشر ہوگا؟

جبکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

« مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ »^①

”کوئی بندہ بھی ایسا نہ ہوگا جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے آتش دوزخ پر حرام قرار دے دیتا ہے۔“

نماز کو تاخیر سے پڑھنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے اور کسی ایک فرض نماز کو بالکل ترک کرنے والا بالکل ویسے ہی ہے جیسے اس نے زنا کیا اور چوری کر لی کیوں کہ کسی فرض نماز کو ترک کرنا یا اسے بے وقت پڑھنا کبیرہ گناہ ہے، اگر وہ یہ جرم بار بار کرے گا تو وہ اہل کبار میں سے ہوگا الا یہ کہ وہ توبہ کرے۔ نماز کو ترک کرنے والا لازماً گھانا پانے والوں، بد بختوں اور مجرموں میں سے ہوگا، جبکہ نماز کا منکر اور انکاری تو ایسا کافر ہے جو دائرۃ اسلام ہی سے خارج ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا:

عمومی مال کی زکوٰۃ نہ دینا اور غیر مستعمل زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا^② کبیرہ گناہوں میں

① مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من مات الخ: ۳۲۔

② البتہ زیر استعمال زیورات کے متعلق یہ امر محاط ہے کہ جب ان کا وزن (۸۵) گرام تک پہنچے تو ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے، جمہور ائمہ کے برخلاف امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے۔

سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾ [التوبة: ۳۴، ۳۵]

”اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے، جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی، (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔“

رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان گرامی منقول ہے:

”کوئی بھی سونے اور چاندی کا مالک ایسا نہیں ہے جو اس کا حق ادا نہیں کرتا مگر قیامت کے روز یہی جمع شدہ سونا چاندی اس کے لیے بڑے بڑے تھال بنا دیا جائے گا، انھیں آتش دوزخ میں گرمایا جائے گا، پھر ان سے اس کی پیشانی، اس کے دونوں پہلوؤں اور اس کی پشت کو داغا جائے گا، تو جو نہی وہ ٹھنڈے ہوں گے انھیں دوبارہ آگ میں لوٹا کر گرم کر لیا جائے گا۔ یہ اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی۔ یہ عذاب اور سزا کا سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دے اور وہ دائمی جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے۔“ عرض کیا گیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! اونٹوں کے متعلق کیا ہوگا؟“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اور نہ کوئی اونٹوں کا مالک ایسا ہوگا جو ان کا حق زکوٰۃ

ادا نہیں کرتا مگر قیامت کے دن یہ اونٹ اس کے لیے صاف چٹیل میدان میں پھیلا دیے جائیں گے، جو دنیاوی قد و قامت سے کہیں عظیم تر ہوں گے، وہ اپنے کسی اونٹ کے بچے کو بھی گم نہ پائے گا، وہ سب کے سب اسے اپنے قدموں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹیں گے۔ جو نبی اس کے پہلے اونٹ گزر جائیں گے تو اس کے آخری اونٹوں کو پھر لوٹا دیا جائے گا اور یہ سارا معاملہ اس دن میں ہوگا جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے مابین فیصلہ کر دے اور وہ آدمی جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب اپنی راہ دیکھ لے۔“ عرض کی گئی: ”یا رسول اللہ (ﷺ)! گائے اور بکری کے متعلق کیا بنے گا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور جو کوئی گائیوں اور بکریوں والا ہوگا، جو ان کا حق ادا نہیں کرتا، روز قیامت وہ سبھی ایک کھلے میدان میں ہوں گے، ان میں کوئی ٹیڑھے سینگوں والی، کوئی بغیر سینگوں والی اور کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ایسی نہ ہوگی جو اسے اپنے سینگوں سے مار نہ رہی ہو اور اسے اپنے کھروں سے روند نہ رہی ہو، جب ان کے اول گزر جائیں گے تو ان کے آخری کو پھر واپس کر دیا جائے گا۔ یہ سارا حال اس دن ہوگا جس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلے فرما دے گا اور وہ آدمی جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔“^①

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا آتش قبر میں:

محمد بن یوسف الفریابی نے کہا ہے:

”میں اور میرے چند ساتھی شان (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت اور ملاقات کے لیے نکلے،

جب ہم اس کے ہاں پہنچ گئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے تو وہ بولا: ”چلو بھی ہمارے ہمسائے کا بھائی فوت ہو گیا ہے، اس کے پاس چلتے ہیں اور تعزیت کرتے ہیں۔“ چنانچہ ہم اس کے ہمراہ ہو لیے، اس آدمی کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زار و قطار روئے جا رہا ہے اور اپنے بھائی پر جزع فزع کر رہا ہے۔ ہم اس کے پاس بیٹھ گئے، سنان نے کہا: ”موت سے تو کوئی چھٹکارا نہیں ہے؟“ وہ بولا: ”بالکل درست، لیکن میرا زار و قطار رونا اپنے بھائی کے اس صبح و شام ہونے والے عذاب پر ہے۔“ ہم نے اس سے عرض کی: ”کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب کی اطلاع کر دی ہے؟“ وہ بولا: ”نہیں، بلکہ واقعہ یوں ہے کہ جب میں اپنے بھائی کو دفن کر چکا اور اس پر مٹی برابر کر چکا تو لوگ تو پلٹ آئے جبکہ میں اس کی قبر کے قریب بیٹھ گیا تو یکایک اس کی قبر سے آواز آنے لگی ”افسوس! وہ سب مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہیں اور میں تنہا ہی عذاب جھیل رہا ہوں، میں تو نمازیں بھی پڑھا کرتا تھا اور بلاشبہ میں روزے بھی رکھا کرتا تھا۔“

وہ کہنے لگا: ”اس کی گفتگو نے مجھے رلا دیا تو میں نے اس کی قبر سے مٹی کو بنایا تاکہ اس کا حال دیکھ سکوں، کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی قبر میں آگ جل رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا ایک طوق ہے۔ مجھے بھائی پر شفقت آئی، اس نے مجھے مجبور کر دیا، میں نے اپنے ہاتھ کو بڑھایا تاکہ اس کی گردن سے طوق اتار دوں تو اس سے میرا ہاتھ اور میری انگلیاں جل گئیں۔“ پھر اس نے اپنا وہ ہاتھ ہمارے لیے باہر نکالا تو وہ جلا ہوا کالا سیاہ تھا۔

وہ بولا: ”پھر میں نے اس پر مٹی ڈال دی اور پلٹ آیا، تو اب میں اس کے حال پر کیوں نہ روؤں اور اس پر غم کیوں نہ کھاؤں؟“ ہم نے دریافت کیا: ”آپ کا

بھائی دنیا میں کیا کام کیا کرتا تھا؟“ اس نے بتایا: ”وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔“ تب ہم نے کہا: ”یہ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی بالکل تصدیق ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنْتَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾

[آل عمران: ۱۸۰]

”جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے، وہ اس میں کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔“

مردوں سے مشابہت:

بڑے بڑے گناہوں میں سے عورت کا لباس زیب تن کرنے میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا بھی ہے، جیسے کہ پتلون پہننا، گفتگو میں مردوں کا انداز اختیار کرنا، مردوں کی سی چال ڈھال اپنانا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَحْتَبِئُونَ كِبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ﴾ [الشوری: ۳۷]

”اور وہ لوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، کہتے ہیں:

«لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَشَّيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ

① «مِنَ النِّسَاءِ»

”رسول اکرم ﷺ نے منث (بیجڑے) ② بننے والے مردوں پر اور مرد بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

نبی کریم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے:

③ «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ»
”رسول اللہ ﷺ نے عورتوں میں سے مرد بننے والیوں پر لعنت کی ہے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

④ «لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَ الْمَرْأَةُ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ»

”رسول اکرم ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کا سالباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر بھی جو مرد کا سالباس پہنتی ہے۔“

نبی برحق ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

”اہل دوزخ کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا: ایک وہ قوم ہوگی جن کے پاس گائیوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے اور (دوسری جماعت) ان عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے بھی عریاں ہی ہوں گی، خود مائل ہونے والیاں اور دوسروں کو اپنی طرف

① بخاری، کتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت: ۵۸۸۶۔

② منث ایسے مرد کو کہا جاتا ہے جو لباس، چال ڈھال وغیرہ میں عورتوں سے مشابہت اختیار کرتا ہے۔

③ ابو داود، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء: ۴۰۹۹۔

④ مسند احمد: ۳۲۵/۲۔ ابو داود، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء: ۴۰۹۸۔

مائل کرنے والیاں، ان کے سر جیسے بختی اونٹنیوں کی کوہائیں ہوں، یہ جنت میں داخل ہو سکیں گی اور نہ اس کی خوشبو ہی پاسکیں گی اور بلاشبہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے اور دوری سے پائی جا رہی ہوگی۔“^①

اور وہ افعال و امور جن کی بنا پر عورت لعنتی قرار پاتی ہے، ان میں سے اظہار زینت اور نقاب کے نیچے سے زیورات اور موتیوں کو ظاہر کرنا بھی ہے اور عنبر اور کستوری وغیرہ کی خوشبو اور دیگر ایسی ہی رسوائی والی اشیا کا استعمال کرنا بھی ہے۔

بے پردگی:

بے پردگی بھی ان آگ کی کنجیوں میں سے ایک ہے جس کے باعث عذاب الیم اور ذلت عظیم واجب ہو جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس! آج کل بے پردگی کتنی عام ہو چکی ہے اور اس کی مختلف صورتیں کس قدر زیادہ ہو چکی ہیں، جیسے پتلون پہننا، بالوں کی نمائش کرنا، ہاتھوں، ناگوں یا گھٹنوں اور رانوں کو ننگا کرنا وغیرہ۔

بے پردگی اور اس کے نقصانات:

بے پردگی کو عربی میں ”التَّبَرُّجُ“ کہتے ہیں، اس کا لغوی معنی ہے عورت کا اپنی زینت کو نمایاں کرنا، اپنے چہرے اور گردن کے محاسن کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا اور ہر وہ عمل جس سے یہ ان کے جذبات کو بھڑکائے خواہ یہ ناز و نخرے کی چال ہی کیوں نہ ہو، تبرج میں داخل ہے۔^②

① مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات

۲۱۲۸۔

② لسان العرب: ۳۳/۳۔ القاموس المحيط: ۱۸۷/۱۔

اس کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ایسی چیز کو ظاہر کرنا ہے جس کا ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کہا جاتا ہے:

”هُوَ إِظْهَارُ الزَّيْنَةِ أَوْ إِبْرَازُ الْمَرْأَةِ لِمَحَاسِنِهَا“
 ”یہ زینت کا اظہار یا عورت کا اپنے محاسن کو نمایاں کرنا ہے۔“

اور یوں بھی کہا گیا ہے:

”هُوَ التَّبَخُّثُ وَ التَّكْشُرُ فِي الْمِشْيَةِ“
 ”اس سے مراد چال میں ناز و نخرہ اختیار کرنا ہے۔“^①

اور یوں بھی کہا گیا ہے:

”ایسا زینت کا عمل یا عورت کا اس ذہن سے حصول زیبائش کرنا کہ وہ غیر مردوں کی نگاہوں میں حسین نظر آئے حتیٰ کہ وہ حجاب اور پردہ بھی جس سے عورت اپنے آپ کو ڈھانپتی ہے، اگر وہ شوخ رنگ کا اور جاذب نظر ہوتا کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کو لذت و فرحت ملے، تو یہ بھی زمانہ جاہلیت کی بے پردگی میں سے ہے۔“^②

ذیل میں ہم بے پردگی کے دین و دنیا کے حوالے سے چند نقصانات اور بعض خامیاں اور خرابیاں تفصیل سے عرض کرتے ہیں:-

① بے پردگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی:

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ صرف اپنے آپ ہی کا نقصان کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① تفسیر الطبری: ۴/۲۲۔

② پردہ، مولانا مودودی رحمہ اللہ: ص ۳۲۔

«كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أُبِيَ»

”میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے خود انکار کیا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! کون انکار کرے گا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أُبِيَ»^①

”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا) اس نے انکار کیا۔“

یہ بات بخوبی جان لیں..... اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے..... کہ ہر وہ آیت مبارکہ یا وہ حدیث نبوی جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے ڈانٹنے پر مشتمل ہے، وہ اس قابل ہے کہ اس سے یہاں استدلال کیا جائے لیکن ہم یہاں فقط اختصار کے پیش نظر وہ دلائل پیش خدمت کر رہے ہیں جن میں خصوصاً بے پردگی والی نافرمانی سے روکا گیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ ہے جسے ابو حریز مولیٰ امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، راوی کہتا ہے:

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محض میں لوگوں سے خطاب فرمایا تو آپ نے دوران خطبہ ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، میں تمہیں وہ سب پہنچائے دیتا ہوں اور تمہیں ان کاموں سے روک بھی رہا ہوں، وہ یہ ہیں: نوحہ خوانی، شعر خوانی، تصاویر، بے پردگی، درندوں کی کھالیں، سونا اور ریشم۔“^②

① بخاری، کتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ : ۷۲۸۔

② مسند احمد : ۱۰۱/۴۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتوں کو ناپسند فرماتے تھے، ان میں سے ایک بلا موقع محل اظہار زینت بھی ہے۔^①

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اظہار زینت“ کا معنی یہ ہے کہ عورت غیر محرم مردوں کے سامنے اپنی زیبائش و زینت کا اظہار کرے، یہ مذموم فعل ہے، البتہ رہا معاملہ خاوند کے لیے زینت کا تو یہ ممدوح ہے اور ”بلا موقع محل“ کا یہی معنی ہے۔“^②

② بے پردگی مہلک اور کبیرہ گناہ:

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اسلام کی بیعت کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكَنِي بِاللَّهِ، وَلَا تَسْرِقَنِي وَلَا تَزْنِي، وَلَا تَقْتُلَنِي وَلَدَكَ وَلَا تَأْتِيَنِي بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِيَنَهُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ، وَلَا تَنُوحَنِي، وَلَا تَتَبَرَّجَنِي تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى»^③

”میں تجھ سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی، چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کرے گی، کسی پر کوئی بہتان نہ تراشے گی، نوحہ نہ کرے گی اور تو پہلی جاہلیت کی بے پردگی کی طرح بے پردہ نہ پھرے گی۔“

① نسائی، کتاب الزینۃ، باب الحضاب بالصفرة: ۵۰۹۱۔

② السنن نے اپنے حاشیہ میں اسے ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں سنن النسائی: ۱۴۲۰/۸۔

③ مسند احمد: ۱۹۶/۲۔ مجمع الزوائد: ۳۷/۶۔

غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح زمانہ جاہلیت کی بے پردگی کو مہلک، خطرناک اور کبیرہ گناہوں کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

③ بے پردگی اہل دوزخ کی خصلت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اہل دوزخ کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا: ایک ایسی قوم جن کے پاس گائیوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری عورتوں کی ایسی جماعت جو کپڑے پہنے ہوئے بھی عریاں ہوگی، وہ لوگوں کی طرف مائل ہونے والیاں اور لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے والیاں ہوں گی، ان کے سر بنختی اونٹنیوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی مثل ہوں گے، یہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ پاسکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے پائی جاسکے گی۔“ ①

حضرت عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر حج یا عمرہ میں تھے کہ ہم نے اچانک نئے کپڑوں میں ملبوس ایک عورت کو دیکھا جس نے انگوٹھیاں بھی پہن رکھی تھیں اور اس نے اپنے ہودج پر اپنا ہاتھ پھیلا رکھا تھا۔ تب

① مسلم، کتاب الحنة، باب النار یدخلها الجبارون الخ : قبل الحدیث : ۲۸۵۷۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

”کامِ سیات“ (کپڑے پہننے والیاں) اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرنے والیاں اور ”عاریات“ کا دوسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کچھ بدن کو تو کپڑوں سے ڈھانپنے والیاں ہوں گی اور کچھ کو اظہار حسن و جمال اور بعض اغراض سے نگار کھنے والیاں ہوں گی۔ ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے باریک کپڑے زیب تن کرنے والیاں ہوں گی جو ان کے بدن کی رنگت کو بھی ظاہر کرتے ہوں گے، یہی معنی پسندیدہ ہے۔ اور ”مَنَائِلَات“ کے ضمن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے بالوں کو شاخ دار لٹوں میں رکھنے والیاں ہوں گی۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے فرمایا:

”ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دائیں بائیں دیکھو، کیا تم کچھ دیکھ رہے ہو؟“ ہم عرض گزار ہوئے: ”ہم کوے دیکھ رہے ہیں جن میں چند اعصم^① کوے ہیں جن کی چونچیں اور پاؤں سرخ ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُنَّ مِثْلُ هَذَا الْغُرَابِ فِي

① اور کنگھی کرنے کا یہ انداز بدکار عورتوں کا ہے اور ”مُجِيلَات“ اس طرز سے دوسری عورتوں کی کنگھی کرنے والیاں ہوں گی۔ اپنے سروں کو سختی اونٹنیوں کی کوبانوں کی مانند بنانے کا معنی یہ ہے کہ اپنے سر کے بالوں کو اوپر باندھ کر رکھنے والیاں ہوں گی کسی کپڑے، عمامے یا دیگر کسی ذریعے سے۔ (واللہ اعلم) (المجموع شرح المہذب: ۳۰۷/۴۔ القسم لأول: ص ۱۷۱۔

① اعصم (کووں کی ایک نسل) یہ سفید پروں والے ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سفید پاؤں والے ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ”النهاية في غريب الحديث والاثر (۲۳۹/۳)“ اور اس حدیث مبارکہ میں اس امر کا کتنا یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے والی عورتیں قلیل تعداد میں ہوں گی کیوں کہ کووں میں یہ نسل بالکل قلیل ہوتی ہے۔ سورج گرہن والے خطبے میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((رَأَيْتُ النَّارَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ)) (مسلم: ۹۰۷)

”میں نے آگ دیکھی ہے اور میں نے اس کے باسیوں میں سے عورتوں کی اکثریت دیکھی ہے۔“

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اس حدیث مبارکہ میں بھی اس کی ایک نظیر و مثال موجود ہے۔ فرمان رسول ﷺ ہے: ((وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ، فَإِذَا عَامَّةٌ مِّنْ دَخَلَهَا النِّسَاءَ)) (بخاری: ۶۵۴۷۔ مسلم:

۲۷۳۶) ”اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی عموماً تعداد عورتوں کی تھی۔“

اور صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس حدیث مبارکہ میں بھی ایک مثال موجود ہے جو نبی اکرم ﷺ سے بایں الفاظ روایت کرتے ہیں: ((إِنَّ أَقْلَ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءَ)) (مسلم: ۲۷۳۸)

”بلاشبہ جنت کے باسیوں میں عورتوں کی تعداد قلیل ہوگی۔“

ملاحظہ فرمائیں ”التذكرة للقرطبي (۳۶۹/۱)، الحنة والنار للأشقر (۸۴، ۸۳)

① «الْغُرَبَانِ»

”چنانچہ فقط اتنی تعداد میں عورتیں جنت میں داخل ہوں گی جتنی دوسرے کووں میں اعصم کووں کی تعداد ہے۔“

④ بے پردگی بے حیائی اور فحاشی:

بلاشبہ عورت ”ستر“ ہے اور ستر کو ننگا کرنا بے حیائی اور انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾

[الاعراف: ۲۸]

”اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے؟“

اور صرف شیطان ہی ہے جو اس بے حیائی کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ﴾ [البقرة: ۲۶]

”شیطان تمہیں فاقری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔“

اور بے پردہ پھرنے والی عورت ایک ایسا گندہ اور خطرناک جرثومہ ہے جو اسلامی

معاشرے میں بے حیائی عام کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

[النور: ۱۹]

”جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ، وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ»^①

”جو عورت عطر استعمال کر کے باہر کسی قوم کے پاس اس لیے آتی ہے کہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ زانیہ اور بدکار ہے اور ہر آنکھ زانیہ ہے۔“

⑤ بے پردگی خود رسوائی اور بدنامی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ»^②

① سنن دارمی، کتاب الاستئذان، باب فی النہی لمن الطیب إذا خرجت : ۲۵۴۸۔ مسند احمد : ۴/ ۴۱۴۔ نسائی : ۵۱۲۹۔ ترمذی : ۲۷۸۶۔ ابوداؤد : ۴۱۷۳۔

② مسند احمد : ۶/ ۱۹۹، ۲۶۷۔ مستدرک حاکم : ۴/ ۲۸۸۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیحین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا موافقت فرمائی ہے۔ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے ”جس نے بھی اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارے“ یہ اس C

”جس عورت نے بھی اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارے تو اس نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان تھا۔“

اور ایسی ہی بات حضرت فضالہ بن عبید اللہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«ثَلَاثَةٌ لَا تُسَالُّ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَ عَصَى إِمَامَةً، فَمَاتَ عَاصِيًّا، وَ أُمَّةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ سَيِّدِهِ فَمَاتَ، وَ امْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَ قَدْ كَفَّاهَا مُؤَنَّةَ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تُسَالُّ عَنْهُمْ» ①

”تین افراد سے باز پرس نہیں ہوگی: ① وہ آدمی جو جماعت کو چھوڑ جائے، اپنے امام کی نافرمانی کرے اور نافرمان ہی مر جائے۔ ② ایسی لونڈی یا غلام جو اپنے مالک سے فرار ہو جائے اور مر جائے۔ ③ اور وہ خاتون جس کا خاوند موجود نہ

عورت کے غیر محرموں کے سامنے بے پردہ ہونے اور ان سے اپنے آپ کو نہ ڈھانپنے سے کناہیہ ہے اور دوسرا فرمان اقدس ”تو اس نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان تھا“ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے تو لباس نازل فرمایا ہے تاکہ عورتیں اس سے اپنی شرمگاہوں کو چھپائے رکھیں اور یہ تقویٰ کا لباس ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہی نہ رکھیں گی بلکہ اپنی شرمگاہوں کو نکال کر دیں گی تو انھوں نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تھا۔ اسی طرح اس عورت نے اپنی رسوائی بھی کر لی، اس نے اپنے چہرے کو بچایا بھی نہیں اور اس نے اپنے خاوند کی خیانت بھی کی، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے پردے کو پھاڑ دے گا اور یہ جزا عمل کی جنس سے ہے، ”هتک“ کا معنی کسی چھپائی ہوئی چیز سے پردہ پھاڑنا کے ہیں اور ”الہتیکہ“ کے معنی فضیلت و رسوائی کے ہیں۔“

① مسند احمد: ۱۹/۶۔ ابن حبان: ۴۵۵۹۔ مستدرک حاکم: ۱۱۹/۱۔ أدب المفرد: ۵۹۰۔ اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بھی ہے کہ ایسی عورت خائندہ ہے جو اپنے خاوند کی عدم موجودگی کی اس لیے متلاشی رہتی ہے تاکہ زینت اور بناؤ سنگار کر سکے، تو پھر یہ کوئی بڑی بات نہ ہوگی کہ ہم یہی بات ان آج کی عورتوں کے متعلق کہہ دیں جنھیں خاوند کی عدم موجودگی کی حاجت بھی نہیں ہے، بلکہ وہ تو اس سے بڑھ کر اور اس سے بھی فحش تر حرکات کا ارتکاب کرتی ہیں، جبکہ ان کے خاوند آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سن بھی رہے ہوتے ہیں بلکہ ان کے خاوندوں کی رضا مندی اور اقرار پر پندی بھی شامل حال ہوتی ہے۔

ہو حالانکہ وہ اسے دنیاوی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر گیا ہو، پھر بھی یہ اس کے بعد بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے، تو ان اشخاص سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا (یعنی یہ بلا سوال ہی جہنم رسید کر دیے جائیں گے)۔“

⑥ بے پردگی ابلیس کی سنت:

شیطان کے ساتھ معرکہ تو سنگین اور ہمیشہ جاری و ساری رہنے والا سخت ترین معرکہ ہے، کیوں کہ وہ ایسا سرکش دشمن ہے جو ہر حال میں انسان کا پیچھا کرنے اور ہر طرف سے اس کے پاس آنے کی ٹھان چکا ہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ، ثُمَّ لَا تَنَالُهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴾ [الأعراف: ۱۶، ۱۷]

”اس نے کہا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں انہیں بھٹکانے کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور تو ان میں سے اکثر کو احسان نہ ماننے والا پائے گا۔“

اور بنی آدم کو شیطان سے بچانے والا تقویٰ، ایمان اور ذکر الہی کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں ہے، اپنی شہوات پر غلبہ پانے اور اپنی خواہشات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہدایت کے سامنے جھکانے اور زیر کر دینے کے علاوہ کوئی سبیل ہے ہی نہیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے اپنے دشمن ابلیس کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو ذہن میں لائے

سے ہم دیکھتے ہیں کہ عریانی اور شرمگاہوں کو ننگا کرنے کے مقابلے میں جو شرم و حیا کے جذبات ہیں، وہ انسانی طبیعت اور بشری فطرت میں پختہ تر کر دیے گئے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا﴾

[الاعراف: ۲۰]

”پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردہ بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے یوں بھی وضاحت فرمائی ہے:

﴿فَدَلَّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَ طَفَفَا

يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾ [الاعراف: ۲۲]

”سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کا پردہ بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔“

یقیناً حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہو گئی، خطا ہو گئی اور انھوں نے توبہ کی اور استغفار کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور آپ کو بخش دیا، اس پہلی خطا اور بھول کا معاملہ رفع دفع ہو گیا، تو اس خطا سے ماسوائے اس تجرباتی نتیجے کے کچھ بھی باقی نہیں رہا جو نتیجہ اس شیطان کے ساتھ جاری و ساری طویل و عریض کشمکش میں ابن آدم کی جا بجا مدد کرتا ہے، جو انسان کے کمزور راستوں کو بھانپ کر اس کے پاس آ جاتا ہے، پھر اسے گمراہ کرتا ہے، اسے جھوٹی تمنائیں اور اسے وسوسے دلاتا ہے، حتیٰ کہ انسان اس کی مان کر ممنوعات و محرمات میں جا پڑتا ہے۔

سیدنا آدم اور سیدہ حوا علیہما السلام کا ابلیس کے ساتھ یہ قصہ ہمارے سامنے اس حقیقت کو بالکل نمایاں کر رہا ہے کہ اللہ کے اس دشمن کی آخری خواہش اور حرص یہی ہے کہ وہ شرمگاہوں کو برہنہ کر دے، پردے پھاڑ دے اور بے حیائی و فحاشی کو پھیلا دے اور یہی اس کا ہدف اصلی اور مقصود حقیقی ہے۔

اسی لیے اللہ عزوجل نے ہمیں خاص طور پر اس فتنے سے خبردار فرمادیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَبْنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِهِمَا إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

[الأعراف: ٢٧]

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر نکلوا دیا، ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کا پردہ بدن دکھائے، وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو، ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔“

معلوم ہوا کہ ابلیس ہی شرمگاہوں کو ننگا کرنے کی دعوت دینے والوں کا سالار ہے اور مختلف درجات کی بے پردگی کی طرف دعوت دینے کا یہی مؤسس اور بانی ہے بلکہ عورت کو پردے کی پابندی، ذاتی تحفظ اور پاکدامنی سے ”آزادی“ دلوانے والے تمام جن و انس کے شیطانوں کا یہی یعنی ابلیس ہی بڑا لیڈر اور قائد اول ہے۔

اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا

مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ﴿۶﴾ [فاطر: ۶]

”یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اسی لیے بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔“

④ بے پردگی یہود و نصاریٰ کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾

[المائدة: ۶۴]

”یہ ملک بھر میں شر و فساد مچاتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔“

عالمی صہیونی ریاست کی پلاننگ کرنے والوں کا ”صہیونی دانشوروں کی حکومتی معاہدوں کی اصل دستاویزات“ میں اس امر پر اتفاق ہے، جو پورے عالم پر قبضہ کرنے کے خواہش مند ہیں کہ انھیں ماتحت اور زیر فرمان بنانے کی راہوں میں سے مندرجہ ذیل راہیں واجب العمل ہیں کہ مختلف ممکنہ وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے ان کے اخلاق کو خراب اور تباہ کیا جائے اور ان کے خاندانی نظام کو بگاڑ کر ختم کیا جائے، بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے والے اسباب کی ہر اعتبار سے بنیاد شہوات کو بڑھکانا اور لوگوں کو فواحش میں مبتلا کرنا ہے۔ اسی لیے وہ بے حیائی پر مبنی فلموں کے ذریعے سے جنھیں ”صہیونی کردار“ پوری دنیا میں تقسیم کر رہا ہے اور بے حیائی اور عریانی والے لباس کے ذریعے سے جنھیں ”صہیونی ملبوساتی کردار“ سر عام پھیلا رہا ہے اور اسی طرح مجلات و رسائل اور کہانیوں وغیرہ کے ذریعے سے فواحش کو عام کر رہے ہیں۔

یہودیوں کا اس میدان میں بہت بڑا حصہ ہے، حتیٰ کہ یہ ہر ملک اور ہر دور میں اس

خباثت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں۔^①

ہاں! خبردار! دیکھ لو یہ ہیں ہمارے ناصح اعظم اور رسول امین ﷺ جو ہمیں سب سے پہلے عورتوں کے فتنے سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»^②

”میں نے اپنے پیچھے ”عورتوں“ سے بڑھ کر مردوں کے لیے زیادہ خطرناک فتنہ نہیں چھوڑا۔“

یہ بھی قابل توجہ ہے کہ ڈرانے اور خبردار کرنے کے لیے آپ خصوصاً عورتوں کے فتنے کو بیان فرما رہے ہیں، آپ مزید ہمارے لیے وضاحت فرما رہے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی یہی فتنہ سرفہرست تھا جس کے ساتھ وہ آزمائے گئے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الدُّنْيَا حُلُوهٌ خَصِرَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةٍ بَنَى إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ»^③

”بلاشبہ دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں بھی اس میں جانشین بنانے والا ہے، وہ تمہیں دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو،

① دیکھیے القسم الثانی: ص ۲۹۔

② بخاری، کتاب النکاح، باب یتقی من شؤم المرأة الخ: ۵۰۹۶۔

③ مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب أكثر أهل الجنة الفقراء الخ: ۲۷۴۶۔

مسند احمد: ۲۲/۳۔

خبردار! دنیا سے بچ کر رہنا، عورتوں سے دامن بچا کر رکھنا، کیوں کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی عورتوں کے لیے ”پردے“ کو مشروع فرمایا تھا اور انھیں اپنی حفاظت و صیانت کا حکم دیا تھا، لیکن انھوں نے کہا:

﴿سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا﴾ [البقرة: ۹۳]

”ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔“

جس طرح اللہ تعالیٰ کی اس غضب یافتہ امت کی دیرینہ عادت تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے بنی اسرائیل کی عورتوں کے فتنے کے ایک پہلو کو اور ان کے اس فتنے کے بارے میں حیلہ سازی اختیار کرنے اور اس پر اصرار کرتے رہنے کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”بنی اسرائیل میں ایک کوتاہ قد عورت دو دراز قامت عورتوں کے درمیان چلا کرتی تھی، اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں^① بنوائی ہوئی تھیں اور سونے کی ایک انگوٹھی اس طرح بنوائی تھی کہ اس پر مٹی کا ایک غلاف تھا، جسے وہ کستوری سے بھر لیا کرتی تھی اور یہ سب سے بہترین اور نفیس خوشبو ہے۔ ایک بار وہ دونوں دراز قامت عورتوں کے درمیان چلی جا رہی تھی کہ لوگ اسے پہچان ہی نہ سکے تو اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔“^②

① یہ بلند قامت نظر آنے کے لیے تھیں، بالکل ایسے ہی جیسے آج کل بعض خواتین ”اونچی ایڑی“ والے جوتے پہنتی ہیں اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے۔

② مسلم، کتاب الألفاظ من الأدب وغیرہا، باب استعمال المسک الخ : ۲۲۵۲۔ مسند احمد: ۴۰/۳۔

ان کی کتابوں نے یہ حکایت بھی بیان کی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے صہیون کی بیٹیوں کو بے پردگی کے سبب سزائیں بھی دی ہیں۔ ”اصحاح ثالث“ میں ”سفر اشعیا“ کے ضمن میں لکھا ہے:

”اللہ تعالیٰ عنقریب صہیون کی بیٹیوں کو ان کے بے پردہ پھرنے اور ان کی پازیبوں کی جھنکار پر فخر و مباہات کرنے پر سزا دے گا۔ وہ اس طرح کہ ان کی پازیبوں، سر کے بالوں کی لٹوں، ہلال نما آرائشی سامان، کان کی بالیوں، ہاتھوں کے کنگنوں، چہروں کے برقعوں اور لباس کی پٹیوں کو ان سے اتار پھینکے گا۔“

”سفر اشعیا“ میں یہ بھی ہے:

”اللہ تعالیٰ نے صہیون کی بیٹیوں کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا، جب وہ شیخی خور بن گئیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر، اپنی آنکھوں کو رنگین بنا بنا کر اور رفتار میں اترا اترا کر چلنے لگیں اور وہ اپنے پاؤں کی جھنکار دینے لگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قابل ستر اعضا کو عریاں کر دے گا اور پھر اس روز سے اللہ تعالیٰ ان کی پازیبوں، کنگنوں اور برقعوں کی زیبائش و زینت کو اتار دے گا۔“

عجم کے یہود و نصاریٰ کی عورتیں جو مسلمانوں کے ماحول میں زندگی گزارتی تھیں، وہ مسلم خواتین کو بے پردگی پر ابھارتی تھیں۔ سعید بن ابوالحسن نے اپنے برادر حسن بصری سے دریافت کیا: ”عجمی عورتیں اپنے سینوں اور اپنے سروں کو کھلا رکھتی ہیں (تو مسلمان کیا کریں؟) فرمانے لگے: ”ان سے اپنی نگاہوں کو پھیر لیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾^①

[النور: ۳۰]

”مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں۔“

① بے پردگی ضعف امت کا ایک سبب:

اسلامی تاریخ کے ادوار کے دوران وقتاً فوقتاً بے پردگی کا فتنہ سراٹھاتا رہا ہے لیکن یہ فتنہ صرف امت کی اندرونی کمزوری اور شکست و ریخت کے ایام کے دوران ہی پھیلا ہے جس کی مثال کفار کے لشکروں کے حملے کی ہے اور اس کی قریب ترین مثال ہمارے سامنے فرانس کے حملے کی ہے۔^①

اس کی مزید مثال امت مسلمہ کے دشمنوں کے ہاتھوں داخلی فکری یلغار کی ہے، جس کی مثالیں ”اتاترک“ وغیرہ اور اسی ذہن کے دیگر سیاسی قائدین اور طاغوتی قسم کے مفکرین ہیں۔^②

اہل کتاب بالخصوص یہود ہمیشہ ہی سے عورت کو پردہ دری اور بے پردگی پر ابھارتے آئے ہیں، دونمہ کے یہودی وہ پہلے نامراد ہیں جنہوں نے عجم کی اسلامی ریاستوں میں پردہ اتارنے کی کوشش کی تھی۔

اسی وجہ سے ۱۹۱۲ء میں شہر ”سالونیک“ میں ان کا ایک اجتماع ہوا تھا، جس میں انہوں نے اسلامی ناموں والی بعض یہودی عورتوں کو بطور خاص مدعو کیا تھا جنہوں نے اسٹیج پر عوام الناس کے سامنے سروں کے حجاب کو پارہ پارہ کرنا تھا، لیکن حکومت وقت نے اس ڈرامہ بازی کی محفل پر پابندی لگا دی تھی تاکہ مسلمانوں کے جذبات نہ بھڑک اٹھیں۔^③

① ملاحظہ فرمائیں القسم الاول الطبعة الرابعة (۸۹)، من کتاب عودة الحجاب۔

② ان مشورہ جات اور فیصلہ جات کی تاریخی تفصیل قسم اول ”معركة الحجاب والسفور“ کتاب عودة الحجاب میں موجود ہے۔

③ التبرج والاحتساب عليه، لعبيد بن عبد العزيز : ۴۴۔

صلیبی اور صہیونی کبھی پوشیدہ اور کبھی کھلم کھلا دین اسلام کو مٹانے کی کوششوں میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ [التوبة: ۳۲]

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گا گو کافر ناخوش رہیں۔“

کفار سے مشابہت اختیار کرنے اور ان کی راہوں پر چلنے سے، بالخصوص عورت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے خبردار کرنے کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت نے اس خبرداری اور آگاہی کی مخالفت ہی کی ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہو چکی ہے:

«لَتَبْعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَبْرًا بِشَبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا جُحَرَ ضَبٍّ لَتَبَعْتُمُوهُمْ، قِيلَ: الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: فَمَنْ؟»^①

”تم ضرور ضرور اپنے سے پہلوں کی بالشت بہ بالشت اور بازو بہ بازو نکالی کرو گے، حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی یقیناً ان کی اتباع ہی کرو گے۔“ عرض کیا گیا: ”کیا اس سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور کون؟“

ان عورتوں نے یہود و نصاریٰ کی کس قدر مشابہت اختیار کر لی ہے، جنہوں نے

① بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی ﷺ لَتَبْعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ: ۷۳۱۹۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی اطاعت کی ہے اور ان یہودیوں، اللہ تعالیٰ کے غضب یافتہ لوگوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا باایں الفاظ ”سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا“ (ہم نے سنا اور نافرمانی کی) کہہ کر مقابلہ کیا، ان کی رفاقت اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی نافرمانی شروع کر رکھی ہے اور ان مسلم خواتین نے ایمان دار عورتوں کی اس راہ سے کس قدر دوری اختیار کر لی ہے جنہوں نے حکم الہی سنتے ہی یوں کہا تھا: ”سَمِعْنَا وَ اطَعْنَا“ (ہم نے سنا اور اطاعت کی)، اللہ تعالیٰ واضح اعلان فرما رہا ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا﴾

[النساء: ۱۱۵]

”جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔“

⑨ بے پردگی جہالت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾

[الاحزاب: ۳۳]

”اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیمی جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو۔“

اور نبی کریم ﷺ نے جاہلیت کا دعویٰ کرنے کو انتہائی بدبودار یعنی گندا اور ناپاک قرار

دیا ہے، بلکہ ہمیں اسے ترک کرنے اور پھینک دینے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کے اوصاف حسنہ و صفات حمیدہ میں سے ایک صفت یہ بھی ہے:

﴿وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ﴾

[الاعراف: ۱۵۷]

”اور آپ پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔“

اور رسول اکرم ﷺ نے جاہلیت کا ہر طرح کا بول بولنے والے سے اظہار براءت فرمایا ہے، آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَ شَقَّ الْجُيُوبَ، وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ»^①

”وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے (غم کے باعث) رخسار پیٹے اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تین طرح کے افراد اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ ناپسند ہیں: حرم میں زیادتی کرنے والا، دوسرا جو اسلام میں جاہلیت کے طریق کی اتباع کرنے کا خواہش مند ہو اور تیسرا وہ جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔“^②

① بخاری، کتاب الجنائز، باب ليس منا من ضرب الخدود: ۱۲۹۷۔ مسلم، کتاب

الایمان، باب تحريم ضرب الخدود: ۱۰۳۔

② بخاری، کتاب الديات، باب من طلب دم امرئ بغير حق: ۶۸۸۲۔

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جاہلیت کا طریقہ“ یہ اسم جنس ہے جو ان تمام امور و معاملات کو شامل ہے جن پر اہل جاہلیت اعتماد کیا کرتے تھے۔“

⑩ بے پردگی حیوانیت، پسماندگی اور انحطاط:

حضرت آدم علیہ السلام کے اپنے دشمن ابلیس کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ کو مد نظر رکھنے سے ہم دیکھتے ہیں کہ عریانی سے حیا اور شرمگاہوں کو نگارکھنے سے شرم کھانا ایسی طبعی صفات ہیں جو فطری طور پر انسانی طبع میں رکھی گئی ہیں، جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا﴾

[الاعراف: ۲۰]

”پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کا پردہ بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا، دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے۔“
اور اللہ تعالیٰ یوں بھی فرما رہے ہیں:

﴿فَذَلُّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَ طَفِقَا

يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾ [الاعراف: ۲۲]

”سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کا پردہ بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔“

ایک دوسری جگہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿يَبْنِيْ اٰدَمَ لَا يَفْتِنٰنِيْكَمُ الشَّيْطٰنُ كَمَا اَخْرَجَ اَبَوٰيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ

عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِيَهُمَا ۝﴾ [الأعراف: ٢٧]

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کر دیا، ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کا پردہ بدن دکھائے۔“

یہ بھی آیات بشری فطرت اور انسانی طبیعت میں اس مسئلے کی اہمیت اور گہرائی کا پتا دے رہی ہیں۔

لہذا لباس پہننا اور شرمگاہوں کو ڈھانپنے رکھنا انسان کی زینت ہے اور اس کے ستر کو چھپائے رکھنے کا باعث ہے، جس طرح کہ تقوے کا لباس روحانی بے پردگی کے لیے ایک پردہ ہے۔

اور فطرت سلیمہ اپنی بدنی اور روحانی دونوں طرح کی شرمگاہوں کو نگاہ رکھنے سے نفرت کرتی ہے بلکہ انھیں چھپانے اور ڈھانپنے پر حریص ہوتی ہے اور بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولاد آدم پر فضل و کرم فرمایا ہے اور انھیں دیگر حیوانات سے ممتاز بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝﴾

[بنی اسرائیل: ٧٠]

”یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔“

بلاشبہ نگا رہنا حیوانی فطرت ہے اور حیوانات اپنی پیدائش کے آغاز ہی سے ننگے اور عریاں ہیں، ان کی حالت آج تک نہیں بدلی، برعکس انسان کے، جبکہ اس کے متعلق بھی یہ بات درست ہے کہ یہ آدھا ”حیوان مستور“ ہے۔

اور یہ حیوانی فطرت ایسی ہے کہ جب بھی کوئی انسان اس کی طرف میلان اور جھکاؤ کرتا ہے تو وہ انسانی مرتبے سے کم تر مرتبے کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

بلاشبہ عریانی اور ننگے رہنے کو خوبصورتی اور جمال خیال کرنا یہ تو قطعاً انسانی ذوق کا اندھا پن ہے اور انسانی معاشرے میں ایک واضح ترین دراڑ ہے جو پسماندگی کو تیزی سے پھیلا رہی ہے۔

⑪ بے پردگی کھلم کھلا برائی کا دروازہ:

یہ اس طرح کہ جو آدمی بھی شرعی نصوص اور تاریخی عبرتوں پر غور و فکر اور سوچ بچار کرے گا، وہ دین و دنیا کے اعتبار سے بے پردگی کے مفاسد اور نقصانات پر یقین کر لے گا، بالخصوص جب وہ عشق و مستی سے معمور مرد و زن کے بے باکانہ اختلاط کو بھی ساتھ شامل کر کے سوچے گا۔

بے پردگی کے چند خطرناک اور بھیانک نتائج:

اس حرام آرائش اور اظہار حسن کے میدان میں مردوں کی نظریں اپنی جانب مائل کرنے کے لیے بے پردہ عورتوں نے مقابلہ بازی شروع کر رکھی ہے، جس نے عورت کو ایک حقیر اور بے وقعت سامان فروخت بنا دیا ہے، جسے ہر کسی کے دیکھنے کے لیے سرعام رکھا گیا ہو۔ چند نقصانات ملاحظہ فرمائیں:-

① خاوند سے روگردانی، خواہش کی بھرمار اور شہوات کا غلبہ۔

- ② غیرت کا خاتمہ اور حیا داری میں انحطاط۔
- ③ کثرتِ جرائم۔
- ④ مردوں کے، بالخصوص نوجوانوں کے اخلاق کی تباہی، ان میں بھی خاص طور پر عنفوان شباب میں قدم رکھنے والوں کے اخلاق کی بربادی اور مختلف انواع و اقسام کی فحاشی کے امور کی جانب دھکم پیل۔
- ⑤ خاندانی تعلقات کا ریزہ ریزہ ہونا، افراد کی باہمی عدم اعتماد کی فضا کا پیدا ہونا اور طلاق کے رجحان کا عام ہونا۔
- ⑥ عورت کے ذریعے سامانِ زیست کی خرید و فروخت کرنا جیسے میدان تجارت وغیرہ میں خوش حالی اور آسودگی کا یہ ذریعہ ہو۔
- ⑦ بذات خود عورت کے وجود سے برائی، اس کا اپنی بری نیت کا اعلان کرنا اور اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرنا، جس وجود کو وہ بے وقوفوں اور بدکرداروں کی اذیت رسانی کے لیے پیش کرتی ہے۔
- ⑧ امراض کا پھیلاؤ۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
- «لَمْ تَظْهَرِ الْعَاجِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِنَاءً، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونَ وَ الْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا»^①
- ”کبھی کسی قوم میں فحاشی اس طرح عام نہیں ہوئی کہ وہ اسے اعلانیہ کرنے لگے مگر ان میں طاعون اور ایسی ایسی درد انگیز بیماریاں پھیلتی گئیں جو ان کے گزرے ہوئے آباء و اجداد میں رونما نہ ہوئی تھیں۔“

① ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات : ۴۰۱۹۔ مستدرک حاکم : ۴/۵۴۰۔
الحلیۃ لأبی نعیم : ۸/۳۳۳، ۳۳۴۔

⑨ آنکھ کے زنا کو فروغ ملنا۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

«الْعَيْنَانِ زَنَا هُمَا النَّظَرُ»^①

”آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔“

اور نگاہوں کو نیچا رکھنے والی اطاعت و فرمانبرداری کا مشکل بنتے جانا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کے حصول کی خاطر ہمیں حکم دیا ہے۔

⑩ عام سزاؤں اور عمومی عذابوں کے نزول کا حق دار بنتے جانا، جو انجام کار کے اعتبار سے ایسی بھوں اور زمینی زلزلوں سے یقیناً زیادہ خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا﴾ [بنی اسرائیل: ۱۶]

”اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کچھ حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تہ وبالا کر دیتے ہیں۔“

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوهُ أَوْ شَكَّ أَنْ يُعْمَهُمُ اللَّهُ

بِعَذَابٍ»^②

”لوگ جب برائی کو دیکھنے کے بعد اسے بدلنے کی سعی نہ کریں گے تو قریب ہے

① مسلم، کتاب القدر، باب القدر علی ابن آدم حظہ من الزنی وغیرہ: ۲۶۵۷۔

② مسند أحمد: ۲/۱۔ ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنہی ۷۔

المنکر: ۴۰۰۵۔ ابو داؤد: ۴۳۳۸۔

کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عمومی عذاب نازل کر دے۔“

جوڑا اور وگ لگانا:

آگ کی ان چابیوں میں سے جو آج کل عورتوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:-

- ① کسی اجنبی کے بالوں کو اپنے بالوں سے ملانا خواہ وہ کسی حیوان کے بال ہی ہوں۔
 - ② ابروؤں اور بھنوں کے سبھی یا چند بالوں کو ختم کرنا۔
 - ③ رخساروں کو سرخ یا سبز بنانا۔
 - ④ بعض دانتوں کو مساوی بنانا اور ان کے مابین خلا پیدا کرنا۔
 - ⑤ عورت کا اپنی شرمگاہ کے ذریعے خرید و فروخت کرنا۔
- نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَ النَّامِصَةَ وَالْمُتَمِصَّةَ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ»^①

”اللہ تعالیٰ مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی پر لعنت کرتا ہے اور جسم (بالخصوص چہرہ) گوندنے والی اور گوندوانے والی پر، ابرو کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر اور مصنوعی حسن کے لیے دانتوں میں فاصلہ بنانے والیوں (یعنی) اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنے والیوں پر بھی لعنت کرتا ہے۔“

اور رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

② بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر : ۵۹۳۳۔ مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلة الخ : ۲۱۲۵۔

« تَمْنُ الْكُلْبِ وَ الدَّمِ حَرَامٌ، وَ كَسْبُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ، وَ لَعْنُ الْوَاشِمَةِ
وَالْمُسْتَوْشِمَةِ، وَ أَكْلُ الرِّبَا وَ مُوَكَّلُهُ وَ لَعْنُ الْمُصَوِّرِينَ » ①

”کتے اور خون کی قیمت حرام ہے، زانیہ اور بدکار عورت کی کمائی حرام ہے اور
آپ ﷺ نے گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی ہے اور سود کھانے
والے اور سود کھلانے والے پر بھی، (اسی طرح) آپ نے تصویریں بنانے والے
(فوٹو گرافروں) پر بھی لعنت فرمائی ہے۔“

چغلی کھانا:

ان کبیرہ گناہوں میں سے جو عورتوں کے مابین پھیل چکے ہیں ایک ”چغلی کھانا“ بھی
ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی باتوں کو فساد اور نقصان کے ارادے سے آگے بیان
کرنا ہے، البتہ خیر خواہی اور اصلاح کے ارادہ سے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ
اصلاح کے ارادہ سے ایسا کرنا مستحب ہے۔

چغل خوری کتاب و سنت کی نصوص کے مطابق حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿ هَمَّازٍ مَّشَاءٍ بَنِيْمٍ ﴾ [القلم: ۱۱]

”(اور تو ایسے شخص کا کہانہ مان جو) عیب گو، چغل خور (ہے)۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اَحَبَّ اَحَدِكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيِّتًا ﴾ [الحجرات: ۱۲]

”باتر میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہ کرے۔“

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَامٌ))^①

”چغلی خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“

یعنی جو لوگ پہلے پہل جنت میں داخل ہوں گے ان کے ساتھ نہیں جائے گا، بلکہ پہلے دوزخ میں داخل ہوگا۔ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”دونوں بتلائے عذاب ہیں اور یہ دونوں کسی بڑے جرم میں سزا نہیں بھگت

رہے، ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچا

کرتا تھا۔“^②

یعنی پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچایا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

”آپ برے لوگوں میں سے ”دومنہ والے“ کو سب سے برا پائیں گے، جو ان

کے پاس ایک منہ سے آتا ہے جبکہ ان کے پاس دوسرے منہ سے جاتا ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے: ”آپ دومنہ والے کو سب سے برا پائیں گے۔“^③

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”چغلی سے بچو، کیوں کہ چغلی خور عذاب قبر سے نہیں بچے گا۔“^④

منصور نے امام مجاہد رضی اللہ عنہ سے سورۃ لہب کی آیت (۴): ﴿حَمَانَةُ الْحَطَبِ﴾ (جو

① مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریر النمیمۃ ۱۰۵۔

② بخاری، کتاب الأدب، باب الغیۃ الخ ۵۶۔

③ بخاری، کتاب الأدب، باب ما قیل فی ذی الجحش ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱۔

④ اس کے رجال ثقہ ہیں، اسے ابن ابی الدنیاء نے ”الغیۃ والعلیۃ“ میں (۳۶) نمبر کے تحت روایت کیا

ہے۔ (طبع السلفیہ)

لکڑیاں ڈھونے والی ہے) کی تفسیر میں یہ بھی روایت کیا ہے:

”كَانَتْ تَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ“^①

”وہ چغلی کھایا کرتی تھی۔“

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے کسی آدمی کی کسی چیز اور عمل کا ذکر کیا، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

”ارے! ہم تیرے معاملے میں نظر کریں گے، اگر تو سچا نکلا تو یقیناً تو اس آیت

مبارکہ کے مصداق لوگوں میں سے ہے: ﴿اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾

[الحجرات: ۶] (اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر

لیا کرو) اگر تو جھوٹا نکلا تو اس آیت کا مصداق ہوگا: ﴿هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾

[القلم: ۱۱] (غیب گو، چغل خور) اور اگر تو چاہتا ہے تو ہم تجھ سے درگزر ہی کر

دیتے ہیں۔“ تو وہ جھٹ سے بولا: ”اے امیر المومنین! مجھے معاف ہی فرمادیں،

میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔“

کسی آدمی نے صاحب بن عباد رحمہ اللہ کو ایک رقعہ پیش کیا جس میں وہ اسے مال یتیم کو قبضے میں لینے پر ابھار رہا تھا، اس یتیم کے پاس مال کثیر تھا تو موصوف نے رقعہ کی پشت پر یہ تحریر کر دیا:

”چغل خوری بد عادت ہے اگرچہ درست بھی ہو، مرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم

فرمائے اور یتیم بچے کے حال کو اللہ تعالیٰ ٹھیک اور درست رکھے، جبکہ مال تو اللہ

تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے پر

② بخاری، کتاب التفسیر، باب ”وامراتہ حمالة الحطب“ بعد الحدیث: ۴۹۷۳، تعلیقاً۔

اللہ لعنت کرے۔“ ①

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

”جو شخص تیرے پاس کسی کی بات نقل کرے تو یہ یقین کر لے کہ وہ تیری باتوں کو بھی دوسروں کے پاس بیان کرتا ہوگا۔“

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا اس مقولے کے مثل ہے:

”مَنْ نَقَلَ إِلَيْكَ نَقْلَ عَنْكَ، فَاحْذَرُهُ“

”جو تیرے سامنے دوسروں کی باتیں کرتا ہے وہ تیری باتیں بھی دوسروں کے پاس کرتا ہے، لہذا ایسے شخص سے دور رہو۔“

عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حرام زادہ بات کو چھپا نہیں سکتا۔“

انھوں نے یہ فرما کر یہ اشارہ کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو بات کو چھپاتا نہیں ہے بلکہ اسے جھٹی کھاتے ہوئے دوسروں کے سامنے نقل کرتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ وہ حرام زادہ ہے۔ یہ بات انھوں نے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان گرامی سے استنباط کرتے ہوئے فرمائی ہے:

﴿عُتِلَ بَعْدَ ذَلِكَ زَيْمٌ﴾ [القلم: ۱۸۳]

”سخت خواہ اس کے علاوہ بد ذات ہے۔“

اور ”زَیْمٌ“ کا معنی ولد الحرام، حرام زادہ اور مشکوک النسب ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ صف صالحین میں سے کوئی ایسے بھائی کی ملاقات کو آیا تو اس نے اس کے روبرو اپنے بھائیوں میں سے کسی کی چند باتیں جنھیں وہ ناپسند کرتا تھا، بیان کیں تو

① اسے ابن ابی شامہ نے اپنی کتاب ”الروضتین“ میں محمود بن زکی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ذکر کیا ہے۔

اس آدمی نے کہا:

”میرے بھائی! آپ کافی عرصہ بعد میرے پاس آئے ہیں اور آپ میرے ہاں تین جرم لے کر آئے ہیں۔“

- ① آپ نے میرے بھائی کے متعلق میرے روبرو بغض و نفرت کا اظہار کیا ہے۔
 - ② آپ نے اس سبب سے میرے دل کو نیکی سے دوسری طرف مشغول کر دیا ہے۔
 - ③ اور آپ نے اپنے امانت دار نفس کو مہتمم (عیب دار) ٹھہرایا ہے۔“
- اور بعض بزرگ کہتے ہیں:

”جو تجھے تیرے کسی بھائی کے گالی دینے سے آگاہ کرے تو وہ خود ہی تجھے گالی دینے والا ہے۔“

کوئی شخص علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا:

”فلاں آدمی نے آپ کو گالی دی ہے اور آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں اس کے پاس چلتا ہوں۔“ چنانچہ وہ شخص آپ کے ہمراہ ہو لیا، اس کا خیال تھا کہ آپ اس سے انتقام لیں گے لیکن جونہی آپ شخص مطلوب تک پہنچے، آپ بولے: ”اے میرے بھائی! اگر وہ بات جو تو نے میرے متعلق کہی ہے سچ اور درست ہے تو اللہ مجھے معاف فرمائے اور اگر وہ بات جو تو نے میرے متعلق کہی ہے باطل اور جھوٹ ہے تب اللہ آپ کو معاف فرمائے۔“

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس: ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (جو کمزیاں ڈھونڈنے والی ہے) کی تفسیر میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ابو لہب کی بیوی چغلی کھایا کرتی تھی۔ چغلی کو ایندھن اور کمزیاں اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ بالکل اسی طرح عداوت اور دشمنی کا

سبب ہے جس طرح ایندھن آگ کو مشتعل کرنے کا سبب ہے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چغل خور کا عمل شیطانی عمل سے بھی زیادہ شرانگیز ہے کیوں کہ شیطانی عمل تو صرف دسوسہ کی صورت میں ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا عمل رو برو ہوتا ہے۔

چغل خوری اور قتل:

روایت کی جاتی ہے کہ کسی آدمی نے ایک غلام کو برائے فروخت دیکھا، جس کے متعلق یہ اعلان کیا جا رہا تھا: ”اس میں چغل خوری کے سوا کوئی عیب نہیں ہے۔“

تو مذکورہ شخص نے اس عیب کو کچھ اہمیت نہ دیتے ہوئے اسے خرید لیا، چنانچہ وہ غلام اس کے ہاں چند یوم ٹھہرا رہا، ایک روز اس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا: ”بے شک میرا آقا تیری سوکن لانا چاہتا ہے اور اس کام کو خفیہ اور پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے“ اور ساتھ یہ بھی کہنے لگا: ”وہ تجھ سے محبت نہیں رکھتا، اگر تو چاہتی ہے کہ وہ تیرے ساتھ محبت رکھے اور تجھ پر فریفتہ ہو اور اپنے ارادے کو ترک کر دے تو پھر ایسا کرنا کہ جب وہ سو جائے تو استرے سے اس کی داڑھی کے بالکل نچلے بال کاٹ کر اپنے پاس رکھ لے۔“ خاتون نے دل میں ایسا کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس خاتون کا دل اس بات کی طرف مشغول ہو گیا اور اس نے ایسا کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا کہ جونہی اس کا خاوند سوئے گا تو وہ یہ عمل ضرور کرے گی۔

پھر وہ غلام اس خاتون کے خاوند کے پاس آیا اور بولا: ”میرے آقا! میری سیدہ یعنی آپ کی اہلیہ نے ایک دوست اور محبوب بنا رکھا ہے، جس کی طرف اس کا میلان قلب ہو چکا ہے، اب تو وہ آپ سے خلاصی پانا چاہتی ہے اور اس نے آج رات آپ کو ذبح کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا ہے، اگر آپ میری باتوں کو سچ نہیں مانتے تو آج کی رات اس کے لیے سونے کا بہانہ اور انداز اختیار کر کے اسے پرکھ لینا اور دیکھنا وہ آپ کے پاس کس طرح آتی ہے؟ اس کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز ہوگی جس سے وہ آپ کو ذبح کرنا چاہتی ہوگی۔“ اس کے

آقا نے اس کی یہ بات مان لی۔

تو جب رات کا وقت ہوا تو خاتون استرا لیے ہوئے داڑھی کے نیچے سے بال کاٹنے کے لیے آ پہنچی، جبکہ خاوند بیوی کے لیے سونے کا انداز بنائے ہوئے تھا، اس نے دل ہی دل میں کہا: ”واللہ! غلام نے جو کچھ کہا تھا بالکل سچ ثابت ہو گیا ہے۔“ چنانچہ جو بیوی خاوند کے پاس پہنچی اور بال کاٹنے کے لیے نیچے جھکی، تو خاوند کھڑا ہو گیا، اس نے وہی استرا پکڑا اور اس سے اسے ذبح کر ڈالا۔ اس عورت کے ورثا آئے، انھوں نے اسے قتل پایا تو خاوند کو بھی قتل کر ڈالا۔ اس طرح دونوں فریق میں اس منحوس غلام کی نحوست کے باعث قتال اور خونریزی بھڑک اٹھی۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے چغل خور کو ”فاسق“ کا نام دیا ہے، فرمان الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا

بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾ [الحجرات: ٦]

”اے مومنو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔“

چغلی پر تجھے کیا کرنا چاہیے؟

میری محترم بہن! جب تجھے کسی مسلمان بہن سے دوسری بہن کی بابت کوئی چغل خوری کی بات سننے کو ملے تو تجھے چھ باتوں کو لازماً اختیار کرنا چاہیے:-

- ① تو اس کی تصدیق نہ کر، کیوں کہ ”چغل خور“ تو فاسق ہے اور فاسق کی خبر مردود ہوتی ہے۔
- ② اسے ایسا کرنے سے منع کر، اس کی خیر خواہی کر، اس فعل کو برا سمجھ۔
- ③ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ناراض ہو جا۔ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی قابل نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر نفرت رکھنا واجب ہے۔

۴) اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی وجہ سے اس سے منقول بات کے باعث براگمان نہ کر:

﴿اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ [الحجرات: ۱۲]

”بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔“

۵) اس کی بیان کردہ بات کے سبب تو کسی طرح کے تجسس اور کرید میں مت پڑ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَحَسَّسُوا﴾ [الحجرات: ۱۲]

”اور بھید نہ ٹٹولا کرو۔“

۶) جس بات سے چغل خور نے تجھے روکا ہے اس سے مت رک اور اس کی چغلی کو آگے بیان بھی نہ کر۔

نافرمانی اور خاوند سے جھگڑنا:

جن امور میں بیوی کو خاوند کی اطاعت بجالانا واجب اور لازم ہے اور جن امور میں اللہ تعالیٰ کی کوئی معصیت بھی نہ ہوتی ہو ان میں خاوند کی حکم عدولی کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَخَافُونَ يُشِيرُونَ فَيَعْطُوهُنَّ وَأَمْحَرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ

أَسْرَنَهُنَّ فَإِنْ ظَلَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا﴾ [النساء: ۳۴]

”اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور

انہیں الگ بستروں پر پھینکو دو اور انہیں ماری سزا دو، پھر اگر فرماں برداری کریں

تو ان پر کوئی راستہ نہیں نہ کرو۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ ، فَبَاتَ غَضْبَانًا عَلَيْهَا لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ))^①

”جب خاوند بیوی کو اپنے بستر پر بلائے پھر وہ نہ آئے اور خاوند اس پر ناراض رہتے ہوئے رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

جبکہ صحیحین کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ))^②

”جب بیوی اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑے ہوئے رات گزارے گی تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بستر پر آجائے۔“
اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَنَأَى عَنْهُ إِلَّا كَانَتْ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ سَاخِطَةً عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا))^③

”مجھے قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے پھر وہ اس کا حکم نہ مانے اور وہ ذات جو آسمان میں ہے بیوی پر ناراض رہتی ہے حتیٰ کہ اس سے اس کا خاوند

① مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہم من فراش زوجها : ۱۴۳۶۔ بخاری،

کتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدکم الخ : ۳۲۳۷۔

② بخاری، کتاب النکاح، باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها : ۵۱۹۴۔

③ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعها من فراش زوجها : ۱۴۳۶۔

راضی ہو جائے۔“

رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذُنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ»^①

”کسی بھی خاتون کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اس حال میں (نفل) روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند بھی موجود ہو مگر اس کی اجازت سے اور عورت لیے یہ بھی حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

«لَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أُنَّ يَسْجُدُ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِرِزْوَجِهَا»^②

”اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دینے والا ہوتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

ابن محسن کی پھوپھی کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے خاوند کی بابت کوئی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

«الْطَّرِيقُ أَيْنَ أَنْتَ مِنْهُ، فَإِنَّهُ جَنَّتُكَ وَنَارُكَ»^③

① بخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها لأحد إلا بإذنه: ۵۱۹۵۔

② ترمذی، کتاب الرضاخ، باب ما جاء في الزوج على المرأة: ۱۱۵۹۔ مستدرک

حاکم: ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳۔

③ مسند احمد: ۳۴۱/۴۔ طبرانی کبیر: ۴۴۸/۲۵۔

”تو خود غور کر لے کہ تو اس کے متعلق کہاں ہے؟ کیوں کہ وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری دوزخ ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِرِزْقِهَا وَهِيَ لَا تَسْتَعْنِي عَنْهُ»^①
 ”اللہ تعالیٰ ایسی خاتون کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو اپنے خاوند کی شکر گزار نہیں ہے حالانکہ وہ اس سے کسی طور پر بھی بے نیاز نہیں ہے۔“

کثرت کلام:

مباح اور حرام امور میں بکثرت قیل وقال یعنی بہت زیادہ باتیں کرنا بھی آگ کی چابیوں میں داخل ہے، بعض اوقات تو فقط ایک کلمہ ہی آدمی کو جہنم واصل کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَلَاءٌ يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ»^②

”بلاشبہ آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کوئی ایک لفظ ہی بولتا ہے جس کی وہ چنداں پروا نہیں کرتا تو وہ اس کے سبب جہنم میں جا گرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والا کوئی کلمہ بولتا ہے جس کے متعلق اس

① السنن الكبرى للنسائي، كتاب عشرة النساء، باب شكر المرأة لزوجها : ٣٥

مجمع الزوائد : ٣٠٩ / ٤ - سلسلة الصحيحة : ٢٨٩ -

② بخاری، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان : ٦٤٧٨ -

کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ کلمہ اسے اس قدر بلند مقام سے ہمکنار کر دے گا، تو اس سے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے اور کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا کوئی کلمہ بولتا ہے، جس کے متعلق اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اسے اس قدر پست مقام تک پہنچا دے گا، تو اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے روز ملاقات تک کے لیے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔

تو یہ ایک کلمہ اور لفظ ہی ہے جسے تو بولے گی تو وہ جہنم میں داخل کر دے گا اور آج کل کتنے ہی ایسے لفظ اور کلمات ہیں جو مسلمان مردوں اور عورتوں میں بولے جا رہے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان خاتون پر لازم ہے کہ وہ ہر لفظ بولنے سے قبل غور و فکر کرے، اگر تو وہ بات خیر و صلاح ہے تو اسے بول لے اور اگر وہ بات برائی والی ہو تو اس سے خاموشی اختیار کیے رکھے اور اگر اس بات کا خیر و صلاح سے کوئی تعلق ہو نہ برائی سے تو احتیاط کا تقاضا پھر بھی یہی ہے کہ اس سے خاموش ہی رہے۔

چہرہ پینٹنا اور توجہ خوانی کرنا:

مسلمان خواتین کے مابین عام پھیلے ہوئے کبیرہ گناہوں میں سے مرنے والوں پر توجہ خوانی، چہروں پر طمانچے مارنا، سربان چاک کرنا، کپڑے پھاڑنا اور جاہلیت کے بول بولنا، جیسے یہ کہنا کہ اے میرے چھتے! اے میرے شیر بہادر! اب تیرے سوا ہمارا کون ہے؟ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام افعال کو حرام قرار دیا ہے اور اس ضمن میں تمام بیان کردہ امور بھی حرام ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« اِثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَ النِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ »^①

”لوگوں میں موجود دو عمل کفر ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ خوانی کرنا۔“
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

« النَّايِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ »^②

”جب وہ اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے گی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر گندھک کی شلوار ہوگی اور خارش کی قمیص ہوگی۔“
نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

« لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَ شَقَّ الْجُيُوبَ وَ دَعَا بِدَعْوَى الْحَاہِلِيَّةِ »^③

”ایسا شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخساروں کو پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کے بول بلند کرے۔“

رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

① مسلم، کتاب الایمان، باب إطلاق الکفر علی الطعن فی النسب والنیاحة: ۶۸۔

② مسلم، کتاب الحنائز، باب التشدید فی النیاحة: ۹۳۴۔ مسند احمد: ۵/۳۴۴۔

③ بخاری، کتاب الحنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود: ۱۲۹۷۔

﴿إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نَبِّحَ عَلَيْهِ﴾^①

”بلاشبہ میت کو اس کی قبر میں نوحہ خوانی کے باعث عذاب دیا جاتا ہے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے رونے اور چہرہ پینے والی، مصیبت میں سرمنڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی سے لائق کا اعلان بھی فرما رکھا ہے۔

غیبت:

عورتوں کے درمیان عام پھیلے ہوئے گناہوں میں سے ایک غیبت بھی ہے۔ غیبت سے مراد کسی بھائی یا بہن کا ایسے الفاظ سے تذکرہ کرنا ہے جسے وہ ناپسند کرتی ہو، اگرچہ اس میں وہ بات موجود ہو۔ جیسے کوئی کسی کو ٹھکنی، نامراد، جاہل، بری اور کنجری وغیرہ کہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: ”اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ﴾

”تیرا اپنے بھائی کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔“

آپ سے عرض کی گئی: ”آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ خامی اور عیب جو میں بیان کر رہا ہوں میرے بھائی میں موجود ہو تو پھر؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ﴾^②

① مسلم، کتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه : ۹۲۷۔ بخاری، کتاب

الجنائز، باب قول النبي ﷺ الخ : ۱۲۷۶۔

② مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة : ۲۵۸۹۔

”اگر تو وہ بات جو تو اس کے متعلق کہہ رہا ہے اس میں موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں موجود نہ ہوگی تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔“

غیبت کرنا کبیرہ اور عظیم گناہوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَغْتَبُ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ [الحجرات: ۱۲]

”اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، تمہیں اس سے گھن آئے گی۔“

اور غیبت کی محفلوں اور مجلسوں میں بیٹھنے والا بھی خطا کار ہے، اس پر لازم ہے کہ ایسی محفلوں میں بیٹھنا ترک کر دے، اس کے متعلق اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ غیبت کی توبہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے پاس جا کر اس سے معافی طلب کرنا پڑتی ہے۔ میری مسلمان بہن! اگر وہ اس عمل سے عاجز و قاصر ہے تو اس کے ذمے یہ واجب ہے کہ جن مجالس میں اس نے غیبت کی ہے اسی مجلس میں اس کا ذکر خیر اور تذکرہ حسن بھی کرے اور اپنی پہلے بیان کردہ بات کی اپنی زبان سے تکذیب کرے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اپنی نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے کہ روز قیامت اللہ اس بہن کے دل کو اس پر نرم فرمادے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے اور پھر زندگی بھر غیبت کی طرف نہ آئے۔

غیبت چند ناگفتہ بہ حالات کے سوا مباح نہیں ہے، جیسے شکوہ ظلم، برائی کو بدلنے کے لیے مدد چاہنا، فتویٰ پوچھنا، مسلمانوں کو برائی سے بچانا، ایسے آدمی کے لیے جو اعلانیہ فسق و بدکاری کا مرتکب ہو یا کسی بدعتی آدمی کی بدعت سے آگاہ کرنا، یا ایسے آدمی کی درست رہنمائی کرنا جو کسی خاتون سے شادی کرنے کا خواہشمند ہو۔

مذکورہ صورتوں میں بھی غیبت سے کنارہ کشی کرنی چاہیے، سوائے مجبوری کے پہلو تہی کرنا ہی قرین احتیاط ہے۔

لواطتِ صغریٰ:

اس سے مراد بیوی کی دبر میں وطی کرنا ہے۔ یہ کسی حالت میں بھی جائز نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کی دبر میں دخول کرے، ایسی صورت میں بیوی پر لازم ہے کہ اس عمل کی خاوند سے موافقت نہ کرے، اگر وہ موافقت کرے گی تو گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوگی اور اگر خاوند پھر بھی اپنے ارادے پر اصرار کیے ہوئے ہے تو عورت کو چاہیے کہ کسی دھوکا یا فریب سے اسے اس ارادے سے ہٹانے کی سعی کرے، اگر وہ پھر بھی مصررہے تو اسے چاہیے کہ اس گھر کو خیر باد کہہ دے، اگر پھر بھی خاوند اصرار ہی پر قائم رہے تو اس کو حق ہے کہ اس بارے میں اپنے دلی سے بات چیت کرے، اگر خاوند اپنے ارادے سے باز آجائے تو ٹھیک ورنہ اسے طلاق لے لینی چاہیے۔

حائضہ سے مجامعت:

ایسے میاں بیوی جو حالت حیض میں بھی مجامعت کرنے پر ایک دوسرے سے موافقت کریں گے تو دونوں ہی لعنتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَلْعُونٌ مِّنْ أَتَى امْرَأَةً فِي ذُبْرِهَا» ①

”وہ شخص ملعون ہے جو عورت کی دبر میں مجامعت کرتا ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

« لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَةً فِي دُبْرِهَا »^①
 ”اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی طرف دیکھے گا بھی نہیں (یعنی نظر رحمت سے) جو بیوی
 کی دبر میں جماع کرے۔“

نبی کریم ﷺ سے یہ فرمان اقدس بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
 « مَنْ أَتَى حَائِضًا أَوْ امْرَأَةً فِي دُبْرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَقَهُ فَقَدْ كَفَرَ، أَوْ
 قَالَ: بَرِيءٌ مِمَّا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »^②
 ”جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا عورت کی دبر میں طی کرے یا کسی
 کاہن کے پاس آئے اور اس کی تصدیق کرے تو اس نے بلاشبہ کفر کیا۔“ یا آپ
 ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص اس (شریعت) سے بری ہو گیا جو (حضرت)
 محمد (ﷺ) پر نازل فرمائی گئی ہے۔“

بعض علماء کا خیال ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی کی دبر میں جماعت کرے اس پر واجب
 ہے کہ وہ نصف دینار (تقریباً ۱۵۰ اشرفیاں) صدقہ کرے اور اس کے لیے اس گناہ سے توبہ
 کرنا بھی واجب ہے۔

باہمی چپقلش اور مسلمان خواتین سے ترک تعلق:

کبیرہ گناہوں میں سے مسلمان خواتین سے چپقلش کرتے رہنا بھی ہے، اگر ایسا کوئی
 نزاع اور جھگڑا ہو ہی جائے تو اسے تین راتوں سے زائد تک لے جانا جائز نہیں ہے۔

① ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، باب ما جاء فی اتیان النساء فی ادبارهن : ۱۶۸۰۵۔

ترمذی : ۱۱۶۵۔ ابن حبان : ۴۲۰۴۔

② مسند احمد : ۲/۴۰۸، ۴۷۶۔ ابوداؤد : ۳۹۰۴۔ ترمذی : ۱۳۵۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْلِكَ دَمِهِ»^①

”جس کسی نے اپنے بھائی (بہن) سے ایک سال تک ترک تعلق کیے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کے برابر ہے۔“

اور قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق رکھنا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور ماں یا باپ سے جھگڑنا اور لڑنا بھڑنا اس سے بھی بڑا اور خطرناک گناہ ہے۔

مسلمان خاتون کو کافرہ کہنا:

عورتوں کے لیے آگ کی چابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنی دوسری مسلمان بہن کو برے القابات سے پکارے، جیسے اسے کافرہ! یا یہودیہ! یا عیسائیہ! یا مجوسیہ یا مشرکہ وغیرہ کہہ کر بلائے، یہ انتہائی بڑی غلطی اور بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

«أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرٌ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا»^②

”جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کہا: ”اے کافر!“ تو یقیناً ان دونوں میں سے ایک اس لفظ کے ساتھ لوٹے گا۔“

یعنی اگر جس کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ کافرہ نہ ہوئی تو یہی حکم بولنے والی اور زبان سے یہ لفظ نکالنے والی کے لیے لوٹ آئے گا۔

① مسند احمد: ۴/۲۲۱۔ الأذب المفرد: ۴۰۴، ۴۰۵۔ ابوداؤد: ۴۹۱۵۔

② بخاری، کتاب الأذب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل فهو كما قال: ۶۱۰۴۔

ہمسائی کو اذیت پہنچانا:

آگ کی چابیوں میں سے ایک ہمسائی کو اذیت پہنچانا بھی ہے خواہ یہ اذیت رسانی کی کوئی بھی شکل و صورت ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَائِقَهُ»^①

”اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا، اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا، اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا۔“ عرض کی گئی: ”کون یا رسول اللہ!“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کی اذیتوں اور پریشانیوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں ہے۔“

دوسری روایت میں الفاظ یوں بھی آتے ہیں:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَائِقَهُ»^②

”ایسا بندہ جنت میں داخل نہ ہو پائے گا، جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں اور تکلیفوں سے امن و سلامتی میں نہ ہوگا۔“

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُوْذِي جَارَهُ»^③

① بخاری، کتاب الأدب، باب إثم من لا يأمن جاره بوائقه: ۶۰۱۶۔ مسند احمد: ۴/۳۱۔

② مسند احمد: ۳/۱۵۴۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۱۱۔ ابن حبان: ۵۱۰۔

③ بخاری، کتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله الخ: ۶۰۱۸۔ مسلم، کتاب

الإيمان، باب الحث على إكرام الجار: ۴۷۔

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے ہمسائے کو اذیت نہ دے۔“

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ»^①
 ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے سے اچھا برتاؤ رکھے۔“

حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والی عورت:

منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ خاوند کے تین طلاقیں دینے کے بعد عورت دوبارہ اس کے پاس جانے کے لیے حلالہ کروانے پر راضی ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحْلِلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ»^②
 ”رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کی خاطر حلالہ کیا جائے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔“

”الْمُحْلِلُ“ حلالہ کرنے والا یعنی وہ شخص جو کسی طلاق یافتہ عورت سے اس لیے شادی کرتا ہے تاکہ وہ عورت پہلے مرد کے لیے حلال ہو جائے اور الْمُحَلَّلُ لَهُ (جس کے لیے حلالہ کیا جائے) اس سے مراد وہ خاوند ہے جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔

① مسلم، کتاب الإیمان، باب الحث علی إکرام الجار: ۴۸۔

② ترمذی، کتاب النکاح، باب ما بجاء فی المحل والمحلل له: ۱۱۲۰۔ ابو داؤد:

بیوی کو خاوند کے خلاف اکسانا:

یہ عمل بھی حرام ہے کہ کوئی عورت یا کوئی مرد میاں بیوی کے درمیان جدائی اور تفریق ڈالنے کی کوشش کرے۔ عورت ہی عموماً اور غالباً یہ کام کرتی ہے تاکہ اس کا خاوند حاصل کر لے، پھر اس عورت کے لیے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہے اور یہ کھلم کھلا ظلم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ حَبَّبَ عَلَى امْرَأٍ زَوْجَتَهُ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا»^①

”جس نے کسی آدمی کی بیوی یا اس کے غلام کو اس کے خلاف اکسایا اور بھڑکایا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

بیوی کا ازدواجی تعلقات کے اسرار لوگوں کو بتانا:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی دوسری عورتوں کو اپنے اور اپنے خاوند کے درمیان بوقت مباشرت ہونے والی گفتگو اور واقعات کے متعلق بتائے اور ایسی باتوں کو مردوں کے روبرو بیان کرنا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

«إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا»^②

”روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام لوگوں میں سے برے مقام والا وہ شخص ہوگا

① ابو داؤد، کتاب الأدب، باب فیمن خیب مملوک کا علی مولاء: ۵۱۷۰۔ مسند احمد:

۳۹۷/۲

② مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم إفساد سر المرأة: ۱۴۳۷۔

جو اپنی بیوی سے ملتا ہے اور بیوی اس سے ملتی ہے، پھر وہ اس کے پوشیدہ راز لوگوں میں پھیلاتا ہے۔“

عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے جبکہ خاوند اپنے واجبی حقوق میں کوتاہی نہ کرتا ہو، جیسے کہ عورت اس وجہ سے طلاق کا تقاضا کرے کہ گفتگو زیادہ کرتا ہے یا اسے قلت فہم کی بیماری ہے یا اس کی معاشی حالت بہتر نہ ہو وغیرہ، تو ایسا مطالبہ کرنا اس کے لیے حرام ہے۔

رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))^①

”جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی تنگی اور پریشانی کے طلاق کا مطالبہ کرے گی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔“

البتہ جب خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا نہ کرتا ہو اور اس کے حقوق کے حوالے سے ظلم کرتا ہو اور اس کا اخلاق و کردار برا ہو یا بیوی کو بلا وجہ مارتا پیٹتا ہو تو ایسی صورت میں بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ اس کا حق ہوگا۔



آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں اور مردوں کے مابین مشترک ہیں

① کبائر:

- ۱۔ والدین کی نافرمانی۔
- ۲۔ سود کھانا، اسی ضمن میں بنکوں کا حرام منافع بھی آتا ہے جو ہمارے دور حاضر میں عام ہو چکا ہے اور اسی کے ذیل میں پوسٹ آفس کا بچت فنڈ بھی آتا ہے۔
- ۳۔ یتیم کے مال کو ناجائز ذرائع سے کھانا۔
- ۴۔ نبی اکرم ﷺ کی نسبت سے دانستہ ایسی احادیث بیان کرنا جو آپ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائیں۔
- ۵۔ زنا کاری۔
- ۶۔ شراب نوشی اور ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے، چاہے اس کا کوئی بھی نام رکھ لیا جائے۔
- ۷۔ غرور اور تکبر کرنا، بالخصوص اپنی کلاس فیلو اور اپنی رشتہ دار خواتین پر۔
- ۸۔ جھوٹی شہادت دینا۔
- ۹۔ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، ان میں سے جو قریبی اور ہمسائی پر تہمت لگائی جائے گی اس کا گناہ سب سے بڑھ کر ہوگا۔

- ۱۰۔ سرکاری اموال میں غبن، خوردبرد اور اسے چوری چھپے حاصل کرنا اور یہ عموماً سرکاری ملازمین کے لیے ہے۔
- ۱۱۔ عوام الناس کے اموال کو باطل اور ناجائز ذرائع سے حاصل کرنا۔
- ۱۲۔ چوری کرنا۔
- ۱۳۔ ماپ تول میں کمی کرنا۔
- ۱۴۔ تجارت میں دھوکا دہی اور ملاوٹ سے کام لینا۔
- ۱۵۔ جھوٹی قسم کھا کر مال کمانا۔
- ۱۶۔ ذخیرہ اندوزی کرنا، یعنی وہ مال تجارت کو چھپائے رکھے پھر لوگوں کے شدید ضرورت مند ہونے پر باہر لائے۔
- ۱۷۔ ہر حرام چیز کی بیع و شراء، مثلاً شراب، گندی فلمیں، حرام گانوں کی کیشیں، سگریٹ اور ڈش۔
- ۱۸۔ جھوٹ بولنا اور بالخصوص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا عظیم ترین گناہ ہے۔
- ۱۹۔ خودکشی کرنا۔
- ۲۰۔ کسی کو قتل کرنا۔
- ۲۱۔ محرم رشتہ داروں کے ساتھ بے حیائی کا ارتکاب، جیسے بیٹی کے ساتھ زنا کرنا۔
- ۲۲۔ مردار کھانا یا خون اور سور کا گوشت کھانا۔
- ۲۳۔ پیشاب کرتے ہوئے مکمل پاکی حاصل نہ کرنا۔
- ۲۴۔ خیانت کرنا۔
- ۲۵۔ ظلم کرنا۔
- ۲۶۔ زمین کے نشانات کو تبدیل کرنا، یعنی اپنے ہمسائے کی زمین کا کوئی ٹکڑا اپنی زمین میں شامل کر کے پہلے نشان کو ختم کرنا۔
- ۲۷۔ احسان جتلاتا، جیسے کوئی یوں کہے: ”میں نے تیرے لیے یہ کیا تھا“ اور یہ باتیں وہ

لوگوں کے روبرو کہے۔

۲۸۔ تجسس کرنا۔

۲۹۔ لعنت کرنا۔

۳۰۔ فراڈ کرنا، بیوفائی اور عہد شکنی کرنا۔

۳۱۔ دھوکا دینا، بالخصوص حسن و جمال، زرو مال اور تعلیم کے حوالے سے۔

۳۲۔ قطع رحمی کرنا۔

۳۳۔ چغلی کھانا۔

۳۴۔ غیبت کرنا۔

۳۵۔ نسب میں طعن کرنا، جیسے کوئی طنز آویں کہے: ”تو فلاں کی بیٹی نہیں ہے؟“

۳۶۔ مسلمان خواتین کو اذیت پہنچانا اور انھیں سب و شتم کرنا۔

۳۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنا۔

۳۸۔ بدعت و ضلالت کی طرف دعوت دینا جیسے کہ اداکارائیں اور شاعرہ عورتیں وغیرہ ہیں۔

۳۹۔ بری فال لینا۔

۴۰۔ باپ کے علاوہ کسی دوسرے مرد کی طرف نسبت کرنا یعنی اپنے حقیقی نسب کا انکار کرنا اور

اپنی نسبت کسی دوسرے کی طرف کرنا۔

۴۱۔ چاندی یا سونے کے برتنوں میں کھانا پینا۔

۴۲۔ جواب بازی۔

۴۳۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا اور اس کے عذاب سے عدم خوف رکھنا۔

۴۴۔ رحمت ایزدی سے مایوس ہونا۔

۴۵۔ حرم کی بے حرمتی کرنا یعنی وہاں نافرمانی کرنا اگرچہ وہ ادنیٰ اور معمولی سی ہی ہو۔

۴۶۔ ریا کاری کرنا۔

۴۷۔ شرعی علم کو چھپانا، جس وقت کوئی مسلمان عورت سوال کرے۔

۴۸۔ باہم لڑنا جھگڑنا۔

۴۹۔ ضرورت سے زائد پانی جمع کر کے مانگنے پر بھی نہ دینا۔

۵۰۔ وصیت نامے میں ایسی وصیت تحریر کرنا جو کسی وارث کو اس کے حق سے محروم کر دے۔

۵۱۔ کسی وارث کو اس کے حق سے محروم کرنا۔

۵۲۔ رشوت لینا یا دینا۔

۵۳۔ عورت کے بدن سے دوسری عورت کا اپنا بدن براہ راست ملانا۔

۵۴۔ جانداروں کے فوٹو اور مجسم ڈھانچے بنانا۔

۵۵۔ بدنی اور مالی قدرت و استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا۔

۵۶۔ بلا عذر ماہ رمضان کا روزہ افطار کرنا۔

۵۷۔ عورت کا اپنے گھر کی اصلاح کرنے، اپنے بچوں کی تربیت کرنے اور ان کے مابین عدل

و انصاف سے کام نہ لینے کے معاملات میں کوتاہی کرنا، یہ تو عظیم جرم ہے۔

② صفائے :

۱۔ ایسی فلمیں اور ڈرامے دیکھنا جو معانقوں، بوس و کنار، رقص اور حرام گندے گانوں سے خالی نہیں ہوتے۔

۲۔ غیر محرم مرد کو دیکھنا۔

۳۔ غیر محرموں سے مصافحہ کرنا۔

۴۔ غیر محرم مرد کے ساتھ خلوت نشین ہونا۔

۵۔ مردوں کے ساتھ اختلاط، خاص طور پر ذرائع مواصلات میں ایک مسلمان خاتون کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی الگ کرسی پر بیٹھی رہے یا اپنے اور دوسرے اجنبی مرد کے درمیان اپنا پرس وغیرہ رکھے، اگر وہ کرسی دو افراد کے لیے ہو۔

- ۶۔ بلا ضرورت اور بغیر مصلحت مردوں سے باتیں کرنا، اس سے بھی بڑھ کر جرم ان کے ساتھ ہنسنا کھیلنا ہے، کثرت سے باتیں کرنا اور نرم لہجے میں معاملات کرنا۔
- ۷۔ دوسروں کے درمیان بیٹھنا، ایسا عموماً اور غالباً یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہوتا ہے۔
- ۸۔ دشمنی پوشیدہ رکھنا۔
- ۹۔ عشق و محبت کے گانے سننا۔
- ۱۰۔ واجب اور ضروری شرعی علم (جس کے ذریعے عبادت اور معاملات درست ہوتے ہیں) حاصل نہ کرنا۔
- ۱۱۔ غیر اللہ کی قسم کھانا، جیسے کہ خانہ کعبہ کی، ماں باپ یا مردوں کی۔
- ۱۲۔ گھر میں بلا مقصد کتا رکھنا۔
- ۱۳۔ عریاں تصاویر رکھنا، جیسا کہ فن کاروں، اداکاروں کی گھروں میں تصاویر رکھی جاتی ہیں۔
- ۱۴۔ بے حیائی اور بازاری گفتگو کرنا، اس سے مراد لوگوں سے گھٹیا الفاظ میں گفتگو کرنا ہے، جیسا کہ اے زانیہ! بدکارہ کی بیٹی! ارے بدکارہ! اے مردوں کی سہیلی وغیرہ، یہ تو کھلی تہمت ہے، حاکم وقت کو چاہیے کہ ایسا کرنے والی پر حد نافذ کرے۔
- ۱۵۔ برائی کو تبدیل نہ کرنا اگرچہ دل کے ساتھ ہی ہو یعنی دل میں بھی اسے برا نہ جاننا اور یہ بے پردہ عورتوں کے ساتھ نہ بیٹھ کر بھی ہو سکتا ہے، ان کی باتوں سے اظہار خوشی نہ کرنے سے بھی ممکن ہے، یا قدرت کے باوجود زبان سے انکار نہ کرنا، یا والد، والدہ اور صاحب قدرت شخص کا ہاتھ کے ذریعے سے برائی کو نہ بدلنا۔
- ۱۶۔ ناجائز عمل پر تعاون کرنا۔
- ۱۷۔ سورۃ الفاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی یاد نہ کرنا جس کے ساتھ نماز ہوتی ہے، جبکہ وہ سینکڑوں گانے، قومی بول اور کہاوتیں اور فلموں کے واقعات یاد کر لیتی ہیں۔
- ۱۸۔ مردوں کے سامنے فٹ بال وغیرہ کھیلنا۔

۱۹۔ اندھے تعصب یا اندھی قومی عصبیت کے باعث مقابلہ جات میں نعرہ بازی کرنا، کسی کلب یا محفل میں حوصلہ افزائی کے نعرے بلند کرنا۔

۲۰۔ اولاد کی اسلامی تربیت کا اہتمام نہ کرنا۔

۲۱۔ اپنے دیور، جیٹھ یا خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ مصافحہ کرنا، جن کی اس خاتون سے شادی جائز ہو سکتی ہے، جیسے چچا کا بیٹا، پھوپھی کا بیٹا، ماموں کا بیٹا، خالہ کا بیٹا، ان رشتہ داروں سے مصافحہ حرام ہے۔

۲۲۔ پیشاب سے نفاثت حاصل نہ کرنا اور اسی طرح حیض اور نفاس کے خون سے نفاثت حاصل نہ کرنا۔

ایک مسلمان عورت پر واجب اور لازم ہے کہ ان مذکورہ تمام محرمات سے کنارہ کشی اختیار کرے تاکہ آتش جہنم سے نجات پاسکے۔

میں اللہ رحیم و کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے، میرے والدین، میری بیوی، میرے افراد کنبہ، تمام مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو آتش جہنم سے نجات عطا فرمائے۔ (آمین!)

آخر میں چند اصلاحی اشعار:

ذُنُوبُكَ يَا مَغْرُورٌ تُحْصِي وَ تُحْسَبُ
وَ تُجْمَعُ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ وَ تُكْتَبُ

”اے فریب خوردہ! تیرے گناہوں کو شمار کیا جا رہا ہے اور گنا جا رہا ہے اور انہیں لوح محفوظ سے لکھ لکھ کر جمع کیا جا رہا ہے۔“

وَ قَلْبُكَ فِي سَهْوٍ وَ لَهْوٍ وَ غَفْلَةٍ
وَ أَنْتَ عَلَى الدُّنْيَا حَرِيصٌ مُعَدِّبٌ

”تیرا دل بے خبری، تماشوں اور غفلت میں پڑا ہوا ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ تو دنیا ہی پر لالچ کیے جا رہا ہے۔ ایسے تو تو عذاب کا حقدار ٹھہرے گا۔“

تُبَاهِي لِحَمْعِ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ
وَ تُعْصِي سَرِيْعًا فِي الْمَعَاصِي وَ تُذْنِبُ

”اور تو ناجائز مال جمع کرنے پر فخر و مباہات کر رہا ہے اور دھڑا دھڑا گناہوں پر گناہ کیے جا رہا ہے۔“

أَمَا تَذْكُرُ الْمَوْتَ الْمَفَاجِيكَ فِي غَدٍ
أَمَا أَنْتَ مِنْ بَعْدِ السَّلَامَةِ تَعْطُبُ

”کیا تو اس موت کو یاد نہیں کرتا جو کل قیامت کو تجھے سب کے رو برو کرنے والی ہے؟ کیا تو صحت و سلامتی کے بعد ہلاک تو نہیں ہو جائے گا؟“

أَمَا تَذْكُرُ الْقَبْرَ الْوَحِيْشَ وَ لَحْدَهُ
وَ بِهِ الْجِسْمُ مِنْ بَعْدِ الْعِمَارَةِ يَخْرُبُ

”کیا تو اس وحشت ناک قبر اور اس کی لحد کو یاد نہیں کرے گا جس میں جسم و بدن آباد رہنے اور پھلنے پھولنے کے بعد خراب ہو جائے گا؟“

أَمَا تَذْكُرُ الْيَوْمَ الطَّوِيلَ وَ هَوْلَهُ
وَ مِيزَانَ قِسْطٍ لِلْوَفَاءِ سَيُنْصَبُ

”کیا تو اس طویل ترین دن (روز قیامت) کو اور اس کی ہولناکیوں کو یاد نہیں کرے گا؟ جس دن اعمال کا پورا پورا بدلہ دینے کے لیے میزان عدل لگا دیا جائے گا۔“

تَرَوُحُ وَ تَعْدُو فِي مَرَاكِ لَاهِيَا
وَ سَوْفَ بِأَسْرَاكِ الْمَنِيَّةِ تَنْشَبُ

”تو غافل دل کے ساتھ صبح و شام اپنے مویشیوں کے بازوؤں میں آتا جاتا ہے اور اچانک تجھے موت کا تیرا کر لگ جائے گا۔“

تُعَالِجُ نَزَعَ الرُّوحِ مِنْ كُلِّ مَفْصِلٍ
فَلَا رَاحِمَ يُنْجِي وَ لَا نَمَّ مَهْرَبُ

”تب تو اپنے ہر ہر جوڑ سے روح کے نکالنے کی تکلیف و درد کو برداشت کرے گا، اس وقت کوئی عزیز رشتہ دار اور ننگسار نجات دلا سکے گا اور نہ کوئی اس وقت جائے فرار ہی ملے گی۔“

وَ غَمِضَتِ الْعَيْنَانِ بَعْدَ خُرُوجِهَا
وَ بُسِطَتِ الرَّجْلَانِ وَ الرَّأْسُ يُعْصَبُ

”روح نکلنے کے بعد دونوں آنکھوں کو بند کر دیا جائے گا، دونوں ٹانگوں کو سیدھا پھیلا دیا جائے گا اور سر کو کپڑے سے باندھ دیا جائے گا۔“

وَ قَامُوا سِرَاعًا فِي جَهَاذِكَ أَحْضَرُوا
حَنُوطًا وَ أَكْفَانًا وَ لِلْمَاءِ قَرُبُوا

”پھر وہ بڑی تیزی سے تیری تجہیز و تکفین کے لیے تیار ہو جائیں گے، وہ حنوط (خوشبو) اور کفن کے کپڑے لائیں گے اور پانی کو قریب لائیں گے۔“

وَ غَايِلُكَ الْمَحْزُونُ تَبْكِي عُيُونُهُ
بِدَمْعٍ غَزِيرٍ وَ أَكْفٌ يَتَصَبَّبُ

”غموں سے نڈھال تجھے غسل دینے والے کی آنکھیں لگاتار آنسو بہا رہی ہوں
گی جبکہ ہاتھ پانی ڈال رہے ہوں گے۔“

وَ كُلُّ حَبِيبٍ لَّبُّهُ مُتَحَرِّقٌ
يُحَلِّقُ كَفِّهِ عَلَيْكَ وَ يَنْدُبُ
”اور ہر دوست کی عقل تیری جدائی میں سوزش پا رہی ہوگی، اس کے ہاتھ تیرے
لیے دعا کے واسطے اٹھ رہے ہوں گے اور وہ تیرے محاسن بیان کر رہا ہوگا۔“

وَ قَدْ نَشَرُوا الْأَكْفَانَ مِنْ بَعْدِ طَيْهَا
وَ قَدْ بَخَّرُوا مَنْشُورَهُنَّ وَ طَيَّبُوا
”انھوں نے کفن کی تہوں کو کھول کھول کر پھیلا دینا ہے اور پھر اس پھیلے ہوئے
کفن کو دھونی بھی دینی ہے اور خوشبوئیں بھی لگانی ہیں۔“

وَ الْقُوكُ فِيمَا بَيْنَهُنَّ وَ أَدْرَجُوا
عَلَيْكَ مَكَانِي طَيَّهِنَّ وَ عَصَبُوا
”پھر تجھے ان تہوں میں ڈال دیں گے اور ان تہوں کو تجھ پر لپیٹ دیں گے، اوپر
سے پٹیاں باندھ دیں گے۔“

وَ فِي حُفْرَةِ الْقُوكِ حَيْرَانَ مُفْرَدًا
تَضْمُكٌ بَيْدَاءٍ مِّنَ الْأَرْضِ سَبَسَبُ
”اور پھر تجھے حیران اکیلے ہی کو قبر کے ایسے گڑھے میں ڈال دیں گے کہ
زمین کا سنسان ماحول تجھے دبوج لے گا۔“

إِذَا كَانَ هَذَا حَالَنَا بَعْدَ مَوْتِنَا
فَكَيْفَ يَطِيبُ الْيَوْمَ أَكْلٌ وَ مَشْرَبٌ

”جب ہمارا موت کے بعد یہ حال ہونا ہے تو آج ہمیں کھانا پینا کس طرح خوشگوار لگ سکتا ہے۔“

وَ كَيْفَ يَطِيبُ الْعَيْشُ وَ الْقَبْرُ مَسْكَنُ
بِهِ ظُلُمَاتٌ غَيْهَبٌ ثُمَّ غَيْهَبٌ

”زندگی خوشگوار کس طرح ہو سکتی ہے؟ جبکہ قبر رہنے کی جگہ ہے، جس میں تاریکی پر تاریکی چڑھی ہوئی ہے اور گھپ اندھیرے ہوں گے۔“

وَ هَوْلٌ وَ دَيْدَانٌ وَ رَوْعٌ وَ وَحْشَةٌ
وَ كُلُّ جَدِيدٍ يَبْلِي وَ يَذْهَبُ

”ہولناکیاں، کیڑے مکوڑے، ڈر، خوف اور وحشت ناک ماحول ہوگا اور جہاں ہر نئی چیز بوسیدہ اور پرانی ہو کر ختم ہو جائے گی۔“

فَيَا نَفْسُ خَافِي اللَّهَ وَ أَرْجِي ثَوَابَهُ
فَهَادِمٌ لِّذَاتِ الْفَتَى سَوْفَ يَقْرُبُ

”لہذا اے جان! تو اللہ سے ڈر جا اور اس کے ثواب کی امید رکھ، کیوں کہ نو جوان کی لذتوں کو توڑنے اور ختم کرنے والی موت مسلسل قریب آرہی ہے۔“

وَ قُولِي إِلَهِي أَوْلَيْي مِنْكَ رَحْمَةً
وَ عَفْوَاً فَإِنَّ اللَّهَ لِلذَّنْبِ يُذْهَبُ

”اور یوں عرض کر کہ میرے اللہ! مجھے اپنی جناب سے رحمت اور معافی عطا فرما، بلاشبہ اللہ گناہ کو ختم کر دے گا۔“

وَلَا تَحْرِقَنَّ جِسْمِي بِنَارِكَ سَيِّدِي
فَجِسْمِي ضَعِيفٌ وَ الرَّجَا مِنْكَ سَيَقْرُبُ

”اور تو میرے آقا! میرے جسم کو اپنی آگ سے نہ جلا نا، کیوں کہ میرا جسم انتہائی کمزور ہے جبکہ تیری رحمت کی امید قریب ترین ہے۔“

فَمَالِي إِلَّا أَنْتَ يَا خَالِقَ الْوَرَى
عَلَيْكَ اتِّكَالِي أَنْتَ لِلْخَلْقِ مَهْرَبُ

”اے مخلوق کے پیدا کرنے والے! میرا تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے لہذا میرا بھروسہ تو فقط تیری ذات پر ہے اور تو ہی مخلوق کے لیے جائے پناہ ہے۔“

وَصَلِّ إِلَهِي كُلَّ مَا ذَرَّ شَارِقُ
عَلَى أَحْمَدَ الْمُخْتَارِ مَا لَاحَ كَوُكْبُ

”اور میرے اللہ! جب تک سورج طلوع ہو رہا ہے اور جب تک ستارے چمک رہے ہیں تو ”احمد مختار“ (ﷺ) پر درود و رحمت کا نزول فرمائے جا۔“





اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز

اعلیٰ و معیاری پر بیننگ کیلئے ہم سے رابطہ کریں

القادیسی ڈیز، کیسٹ و کتب لائبریری

ہمارے ہاں قرآن مجید، احادیث، تفاسیر، تاریخ اسلام اور سستی و معیاری دینی کتب کے علاوہ تقاریر، ترانے اور تلاوت قرآن کریم کے کیسٹس وی ڈیز دستیاب ہیں

4- لیک روڈ چو برجی لاہور | 6- غزنی سٹریٹ نزد حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314 | 042-37230549

Head Off: +92-42-37150891 Fax: +92-42-37150889

اسلام کی نشر و اشاعت کا عالمی مرکز
دارالاندلس®
۴۔ لیک روڈ، چو برجی لاہور، پاکستان

Ph: 92-42-7230549 Fax: 92-42-7242639 www.dar-ul-andlus.com